رجسٹرڈ ایل نمبر

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ
(۲) خواص ومعاونین سے عـ۱
(۳) ہندوستان سے باہر کے
(۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲/
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع
دس روپیہ سے کم آمدنی والے
لوگوں سے ۱۲/

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

Digitized by Khilafat Library

چہ گویم باتو گرای جہاد قادیاں یعنی | دوا یعنی شفا یعنی غرض دارالامان یعنی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۲۶ | قادیان دارالامان مئورخہ ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ | جلد

احمدی انجمنوں کا قیام

۱۷ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء کے الحکم میں احمدی انجمنوں کے وہ قواعد درج کئے جاچکے ہیں جو صدر انجمن احمدیہ کی مجلس ناظم نے تجویز کئے ہیں۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضرورتوں اور اس کے اغراض ومقاصد کی تکمیل اور اشاعت کے لئے جہانتک اسباب کا تعلق ہے انہیں سے احمدی انجمنوں کا قیام ایک لاینفک جزو ہے۔ احمدی انجمنوں کا قیام قوم کے لئے کسقدر مفید اور مبارک ہوگا۔ تجربہ خود بتادیگا۔ میں اسوقت ان قواعد کے موافق باقاعدہ انجمنوں کے قیام کے لئے ان احباب کو خصوصیت سے متوجہ کرتا ہوں جو اپنے حلقہ اور مقام پر ایک مستعد اور سرگرم احمدی تسلیم کئے جاتے ہیں یہ کام ایک دن میں ہو نہیں سکتا اس کے لئے بہت وقت اور محنت کی حاجت ہے۔ لیکن اگر ابتدائی مشکلات کی پروا نکر کے انتھک کوشش سے کام لیا جاوے تو انشاء اللہ العزیز یہ مشکلات دور ہوجائینگی۔

ان قواعد کو پڑھکر جسقدر جلد ممکن ہو ان کے ماتحت احمدی انجمنوں کو قائم کرکے سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ کو اطلاع دینی چاہیئے۔

ضلع گورداسپور میں میرا دورہ

میں مدرسہ کی ضروریات کے لئے چندہ اور احمدی انجمنوں کے قیام کی خاطر ضلع گورداسپور کے چند گاؤں میں ابھی تک جاسکا ہوں۔ کل ضلع میں دورہ ختم کرنے کے بعد میں انشاء اللہ مفصل رپورٹ شائع کرونگا۔ میں مسلسل دورہ نہیں کرسکتا اسکی وجہ ظاہر ہے کہ قادیان میں اپنے متعلقہ امور کا سرانجام ہی ضروری ہے۔ اس لئے کچھ وقت نکال کر باہر جاتا ہوں۔

کوئی سعادت مند حصہ لے گا

میاں محمد حسن ایک مخلص اور دیندار احمدی آرائیں زمیندار ہے اور مہاجر قادیان ہے وہ ایک خوش حیثیت نہری اراضی کا مالک ہے اور قادیان کی اقامت کا جوش اور شوق اسے قادیان لے آیا ہے جہاں کی اس نے مستقل رہایش اختیار کرلی ہے اور دفتر میگزین میں ہیڈ دفتری ہے اسکی پہلی بیوی فوت ہوچکی ہے اس میں سے ایک بچہ ہے جو دینیات کی تعلیم پاتا ہے محمد حسن حضرت اقدس کے ارشاد اور ہدایت کے بموجب نکاح کرنا چاہتا ہے اور حضرت ہی کے ارشاد اور تحریک سے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ جو بھائی میاں محمد حسن سے رشتہ کرنا چاہتے ہوں وہ اطلاع دیں یہ تعلق انشاء اللہ حضرت کی رضا کا موجب ہوگا۔ خط وکتابت معرفت ایڈیٹر الحکم قادیان ہو۔

اعلان

ایک شخص مسمی فضل کریم ولد عبد الکریم ساکن شادیوال خورد۔ ضلع گجرات دفتر میگزین میں آکر ملازم ہوا تھا۔ اپنے آپ کو احمدی ظاہر کرتا تھا۔ ۱۲ جولائی ۱۹۰۷ء کو اللہ دتا چپڑاسی دفتر میگزین کے مبلغ للعہ روپے جو اس کے پاس امانت تھے لیکر کہیں فرار ہوگیا ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس کا پتہ ہو یا کہیں ملے تو فوراً دفتر میگزین۔ قادیان۔ میں اطلاع دیں۔ اس کا حلیہ حسب ذیل ہے قد درمیانہ۔ رنگ سفید۔ داڑھی چھوٹی چھوٹی کتری ہوئی۔ پیشانی اور بائیں ہاتھ پر

خفیہ پولیس

اس عنوان سے معزز ہم عصر پیسہ اخبار نے ایک چھوٹا سا لیڈر لکھا ہے میں اس مضمون سے لفظاً لفظاً متفق ہوں اور چونکہ آجکل خفیہ پولیس کے متعلق عام طور پر بدگمانی پھیلائی گئی ہے اور اسے غلط اور جھوٹی رپورٹیں کرنیوالا گروہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ ایسی حالت اور صورت میں ضرورت ہے اس امر کی کہ خفیہ پولیس کے فورس کو زیادہ مفید اور زیادہ باوقعت بنایا جاوے۔ فی الحقیقت اس گروہ میں ایسے قابل اور ذی علم آدمیوں کی ضرورت ہے جو اپنی مستقل مزاجی۔ دقیقہ رسی اور غور کن طبیعت اور رازداری کے اصولوں سے بخوبی واقف ہوں۔ اور فن سراغرسانی کی انہیں باقاعدہ تعلیم دیجاوے اور اس فورس میں شریک اور شامل ہونیوالے معزز طبقہ کے لوگ ہوں یہ بالکل سچ ہے کہ اکثر لوگ محض خفیہ پولیس کا نام لیکر لوگوں کو دھمکالیتے اور ان سے کچھ وصول کر لیتے ہیں۔ اگر کہیں کوئی ایسا موقع پایا جاوے تو قانون رازداری کے ماتحت ایسے لوگوں کو سخت اور عبرت انگیز سزا ملنی چاہئے کیونکہ وہ سٹیٹ سیکرٹ کا افشا کرتے ہیں بہرحال معاصر مذکور کا مضمون اس قابل ہے کہ خصوصیت کے ساتھ اسپر توجہ کیجاوے۔

گورنمنٹ نے خفیہ پولیس کا محکمہ جس ضرورت کے پورا کرنے کی غرض سے قایم کیا ہے۔ وہ ضرورت اون لوگوں سے ضرور پوری ہوتی ہے کہ جو کم از کم سب انسپکٹری کے عہدہ میں ہوکر اس کام کو انجام دے رہے ہیں۔ اور ہم نے خود تجربہ کیا ہے کہ جو معزز خاندان کے شریف النسل عہدہ دار ہیں جو پبلک پر اپنی اصلی پوزیشن ظاہر کرنے میں اسقدر احتیاط کرتے ہیں کہ انکی جانب کسی کو سوءظنی کا موقع ہی نہیں ملتا۔ اور اپنے کارخاص کی خدمت کو اس احتیاط سے انجام دیتے ہیں کہ سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے۔

ایک سب انسپکٹر صاحب ریلوے اسٹیشن میں کارخاص پر تعینات کئے گئے۔ صوفیانہ کرتا اور اون کے ہاتھ میں عمدہ دانوں کی تسبیح تھی اور آنے جانے والوں سے بڑے اخلاق سے پیش آکر اپنے فرض کو انجام دیتے تھے۔

ایک انسپکٹر صاحب اپنی ڈیوٹی کے انجام دینے کی غرض سے کسی طوائف کے بالاخانہ پر چڑھ گئے اور اون کا ملازم نیچے بیٹھا رہا۔ اون کے کسی ملنے والے کو کسی ذریعہ سے اطلاع ہوگئی اور انسپکٹر صاحب کی تلاش میں نیچے اون کے ملازم سے تصدیق کرکے بالاخانہ پر چڑھ گیا۔ انسپکٹر صاحب نے اون سے دریافت کیا کہ آپ کو میرا پتہ کیونکر چلا۔ اور یہ خیال کیا میرے ملازم نے بتایا ہوگا۔ کہ میں یہاں ہوں۔ چنانچہ فوراً اپنے ملازم کو بلاکر اوس تک کا اُس کا حساب بے باق کرکے موقوف کر دیا۔

میرٹھ کی پولیس نے ایک شخص کا آوارہ گردی میں چالان کیا ڈپٹی مجسٹریٹ کے یہاں مقدمہ ہوا۔ پولیس کیطرف سے مصنوعی کافی ثبوت بہم پہونچایا گیا۔ اور ملزم کیطرف سے کوئی کافی صفائی نہ گذری مقدمہ ختم ہوا۔ اور فیصلہ سنانے کی تاریخ اور وقت مقرر کیا گیا۔ جسوقت حاکم فیصلہ سنانے کے لئے تیار ہوا اور قریب تھا کہ ملزم کو سزا دیجاوے۔ اوس نے ڈپٹی مجسٹریٹ سے عرض کیا کہ مجھے آپ کے کان میں ایک بات عرض کرنی ہے اوس کے بعد آپ فیصلہ سنائیں۔ حاکم نے اس کو منظور کرکے ملزم کی بات کو علیحدہ سن لیا۔ مگر اوس بات نے یہ اثر کیا کہ فیصلہ سنانا ملتوی کر دیا اور ملزم کی اوس خاص بات کی تصدیق کے لئے تار وغیرہ بھیجے گئے اور اخیر میں یہ ثابت ہوا جیسا کہ اُس نے حاکم کے کان میں کہا تھا۔ کہ وہ خفیہ پولیس کا سب انسپکٹر ہے اور فلان جگہ سے کارخاص پر تعینات کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ رہا کر دیا گیا۔ مگر جس ضلع کا وہ شخص تھا وہاں سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اوسپر اعتراض کیا۔ اور اوسپر مقدمہ چلانا چاہا۔ کہ کیوں اوس نے اپنی خفیہ حالت کو ظاہر کیا اس کے جواب میں سب انسپکٹر نے اپنا معقول عذر یہ پیش کیا کہ مینے دوران مقدمہ میں انتہا سے زیادہ احتیاط کی اور جب میں نے دیکھا کہ مجھے سزا ہوئی جاتی ہے تو میں نے سزا کو بے پروائی سے نہ قبول کیا۔ مگر اس خیال نے مجھے مجبور کیا کہ اگر میں جیلخانہ میں رہوں گا تو اپنے کارخاص کو انجام نہ دے سکونگا اسوجہ سے محض حاکم کے کان میں خفیہ طور سے اپنی حالت کا عذر کر دیا۔ عذر معقول تہا قبول کر لیا گیا۔ حالت موجودہ میں جو خفیہ پولیس کا محکمہ ہندوستان میں قایم ہے اوس میں چھوٹے درجہ کے ملازموں کی عجیب شان ہے۔ ضرورت تو یہ ہے کہ وہ اپنی شان کو اپنے عہدہ کو اپنے کام کو چھپائیں۔ مگر بجائے اس کے ہوتا یہ ہے کہ فخریہ طور لوگوں کے ڈراتے دھمکاتے۔ بعض اوقات کچھ وصول کرنے اور پبلک پر اثر ڈالنے کے لئے اپنے آپ کو خفیہ پولیس کا انسپکٹر یا سب انسپکٹر ظاہر کرتے ہیں۔ چاہے ہوں کانسٹبل یا یہ کوشش ہوتی ہے کہ لوگ ہم سے ڈریں۔ اور خفیہ پولیس کا نام سنکر ہماری وقعت کریں۔ جو لوگ اپنی خدمت کو اس برے عنوان سے انجام دینے کے عادی ہیں کیا اُن سے رعایا کا نفع۔ گورنمنٹ کی وفاداری ظاہر ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسی وجہ سے ضرورت ہے کہ اس محکمہ میں ایسے لوگ رکھے جائیں کہ جو ان باتوں کے عادی نہ ہوں اور اپنی ڈیوٹی کو اوسی ایمانداری کے ساتھ انجام دیں کہ جس کے لئے وہ تعینات کئے گئے ہیں انسپکٹر جنرل پولیس ضلعوں کے سپرنٹنڈنٹ۔ اور ڈپٹی انسپکٹر پولیس کے افسر اعلیٰ اسپر نوٹس لیں اور اس کے انتظام اور ملازمین کی حالت کا اندازہ کرکے ایماندار اور معزز شخصوں کو مقرر فرمائیں۔

حقیقت نماز شائع ہو گئی

مختصر نوٹ

ایک قابل اعتراض کتاب

انجمن امداد الاسلام کراچی نے حال میں ایک عرضداشت کے ذریعہ صاحب ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم صوبہ بمبئی کو گجراتی زبان کی چھٹی کتاب کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ کتاب سندھ کے ورنیکلر سکولوں میں مروج ہے۔ اس میں ایک سبق بعنوان محمدؐ اور اسلام بھی ہے جس میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر نہایت سفیہانہ اور یا جیانہ حملے کئے گئے ہیں صرف نفس مضمون ہی نہیں بلکہ طرز بیان اور زبان بھی صاف طور اسلام اور مسلمانوں کی اہانت اور دل آزاری کرنے والی ہے۔ اسکے علاوہ اور بھی کئی مقامات پر اس کتاب میں مسلمانوں کی سخت دل آزاری کیگئی ہے نہیں معلوم ایسی فتنہ زا کتابیں کیونکر داخل کورس ہوجاتی ہیں امید کیجاتی ہے کہ بہت جلد اس پر توجہ ہوگی اور اعلیٰ افسران سررشتہ تعلیم صوبہ بمبئی انڈیا بھر کی مسلم کمیونٹی کو شکر گذاری کا موقع دینگے۔

اکنی کا سکہ

ایک آنہ کا جدید سکہ نکل ہندوستان میں یکم اگست ۱۹۰۷ء سے جاری ہوجائیگا یہ سکہ مروجہ چونی سے کسی قدر بڑا اور موٹائی میں بھی اس سے زیادہ ہوگا تاہم تمیز کیلئے اسکے کنارہ پر دندانوں کی بجائے عجیب طرح کی بلدار بیل ہوگی اس کی ایک طرف حضور ملک معظم کی تاجدار شبیہ ہوگی جسکے گرد حسب معمول الفاظ "ایڈورڈ ہفتم شاہ و شہنشاہ" ہونگے اور دوسری طرف ملک اور سنہ کے نام کے علاوہ پانچ زبانوں انگریزی۔ اردو۔ ناگری۔ بنگالی۔ اور تلیگو میں ایک آنہ لکھا ہوگا اور وسط میں ایک موٹا ہندسہ ثبت ہوگا۔

انسداد

ناظرین کو معلوم ہے کہ سیالکوٹ اور لودہانہ میں ٹکٹ فروشی کی بہت بڑی کثرت ہوگئی تھی۔ بعض چالاک تاجر انعامی ٹکٹ وی پی کرکے بھیجتے تھے اور بیچارہ ان ٹکٹوں کا انعام کی خاطر ان ٹکٹوں کو بھیجنے پر مجبور ہوتا تھا۔ اس طرح یہ سلسلہ خطرناک طور پر ترقی کر گیا اور لودہانہ اور سیالکوٹ میں بعض لوگوں نے اس طریق سے خوب وارے نیارے کئے اور کتنے ہی غریب بیچارے اس طرز سے لٹ گئے۔ اب ڈاکخانہ کے اعلےٰ افسروں نے حکم نافذ کیا ہے کہ آئندہ مفصلہ ذیل پانچ ڈاکخانوں یعنے سیالکوٹ شہر۔ کنک منڈی (سیالکوٹ) لودہانہ۔ لدھیانہ شہر و پرانا بازار (لودہانہ) سے جو وی پی اشیاء روانہ ہوں اُن کے فرستندوں کو خصوصاً اس امر کی تصدیق کرنی پڑیگی کہ شے مرسلہ کا نام ان اشیاء کی فہرست میں درج ہے جن کی ازروئے قواعد ڈاکخانہ ڈاک میں بھیجنے کی اجازت ہے اس حکم سے اس ٹکٹ فروشی کا انسداد ہوگیا۔ کیا اچھا ہو اگر ایسے لوگوں کے کاغذات کی پڑتال کرکے اُن سے باقاعدہ قانونی سلوک کیا جاوے۔ اور جن لوگوں سے روپیہ وصول کیا گیا ہے اُن کو واپس دلایا جاوے۔

فحش نویسی کی سزا

آگرہ کے اخبار مسافر کو جو لیکھ رام مقتول کے مشن دشنام دہی کی یادگار سمجھا جاتا تھا فحش نویسی کے جرم میں ایک ماہ قید کی سزا ہوئی۔ یہ مقدمہ جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے گورنمنٹ کی طرف سے دائر کیا گیا تھا۔ اخبار مسافر کے آریہ ایڈیٹر پنڈت بھوجدت صاحب نے کئے کا پھل پایا اور کسی سابقہ جنم کی کرتوت کا نتیجہ بھگتا اس خیال سے نہ انہیں افسوس ہوگا نہ دوسروں کو رنج البتہ آریہ سماج کو سنبھل جانا چاہیے کہ ایسے لوگوں کی اہانت اور سرپرستی سے وہ اپنا ہاتھ روک لے جو اس کی بدنامی کا موجب ہیں۔

پیسہ اخبار کی غلط بیانی

منشی محبوب عالم صاحب ۱۵ جولائی کے پیسہ میں آریہ سماج کی سختی کی پالیسی کے عنوان کے نیچے ایک مختصر سا نوٹ لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ۔

"لیکن آریہ سماج نے کچھ تو خود بخود ہی اپنی پالیسی ایسی اندھا دھند رکھی اور کچھ قادیانی جماعت کی کتب مثل سرمہ چشم آریہ نے ایسی اونگتے کو ٹھیلتے کا بہانہ بنا دیا" اس فقرہ میں اگرچہ مسٹر محبوب عالم آریہ سماج کی بدگوئی کو تسلیم کرتا مگر اس عداوت کی وجہ سے جو اسے سلسلہ حقہ سے ہے وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بعض کتب کو اس کی وجہ قرار دیتا ہے جو سراسر جھوٹ اور شرارت ہے۔ کاش اگر محبوب عالم سرمہ چشم آریہ کو پڑھ لیتا تو اسے ایسی کتاب کا اس موقعہ پر حوالہ دیتے ہوئے شرم آتی۔ سرمہ چشم آریہ کیا ہے؟ یہ ایک مباحثہ کی روئیداد ہے جو آریہ سماج کے ایک لیڈر منشی مرلی دہر اور حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے درمیان بمقام ہوشیارپور خود لالہ مرلی دہر کے اصرار اور تحریک سے ہوا۔ لہذا پھر اس میں ایک بھی جملہ یا فقرہ یقیناً ایسا نہیں جس کو کوئی شریف۔ ذی علم خلاف تہذیب کہہ سکے یا سخت اور خلاف واقعہ بتائے۔

آریہ سماج نے خود مفسدانہ لٹریچر اور دل آزار تحریریں شائع کرنے میں ابتدا کی۔ کیا ستیارتھ پرکاش حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب کا جواب ہے جس کے چودہویں سمولاس میں دل کھول کر گالیاں دی گئی ہیں۔ حضرت اقدس نے اگر کوئی کتاب آریہ سماج کے مذہب کی قلعی کھولنے کے لئے لکھی ہے تو وہ خود آریوں کی اپنی تحریک اور اصرار پر انکے اعتراضوں کے جواب میں لکھی ہے۔ پھر آریہ سماج کی سخت گوئی کی پالیسی اور دل آزار لٹریچر کی وجہ میں قادیانی لٹریچر کا حوالہ دینا سخت درجہ کی بے انصافی اور ظلم ہے جس کی مسٹر محبوب عالم کو تلافی کرنی چاہیے۔

آریوں کی بدزبانی کے خود آریہ گواہ ہیں

آریوں کی بدزبانی اور دشنام دہی اور سخت گوئی کی پالیسی پر کسی غیر کی شہادت کی حاجت نہیں گذشتہ سالانہ جلسہ گروکل کی مجلس شوری میں جہاں قومی اہم معاملات پر آریہ سماج کے برگزیدہ رکن غور کر رہے تھے آریہ اُپدیشکوں کی بدزبانی کو تسلیم کرلیا گیا ہے۔ گوروکل کانگڑی کے ہیڈ ماسٹر رام دیوجی بی۔ اے نے صاف طور پر اقرار کیا کہ "ہمارا طریقہ تحریر و تقریر اسقدر ناموزوں ہے کہ اس میں تبدیلی کرنے کی سخت ضرورت ہے"

اور اخبار ہندوستانی کے معزز اور ذی علم ایڈیٹر نے آریہ سماج کے لئے ایک خاص آرٹیکل کے ذریعہ سخت زبانی سے باز رہنے کی ہدایت کی تھی۔ ایسی حالت اور صورت میں آریہ سماج کی تحریر اور تقریر کا ناموزوں اور سخت طریق انکا اپنا ہی مسلم مسئلہ ہے۔ اور اسکے لئے کسی اور تائید کی حاجت نہیں ہے۔ خود مسٹر محبوب عالم اپنے ایک نوٹ میں آریہ اپدیشکوں کو روکا جاوے یوں رقمطراز ہے۔

یہانتک کہ گذشتہ جلسہ گروکل کے موقع پر بعض آریہ لیڈروں کو خود ہی اس بات کا احساس ہونے لگا کہ ہماری سماج کی یہ عداوت انگیزی اور دشنام دہی کی پالیسی پسندیدہ نہیں۔ چنانچہ اس موقع پر اس پالیسی کو نرم کرنیکی صلاح دیگئی۔ اور ایک گروہ نے مناسب سمجھا کہ آئندہ آریہ اُپدیشکوں کو ایسی بد اور سخت کلامی سے روکا جائے کہ جس سے دیگر مذاہب والوں سے ہمیشہ چھیڑ چھاڑ رہتی ہے۔ اور آریہ سماج اور دیگر مذاہب کے درمیان عداوت بڑھتی جاتی ہے ابھی زیادہ مدت نہیں گذری کہ پنجاب کے آریہ لیڈروں کو لاٹ صاحب کے حضور میں تسلیم کرنا پڑا کہ ان کی سماج کی ایسی مذہبی پالیسی کے باقی سب مذاہب کے لوگوں سے ان کی عداوت ہے۔ لیکن گھر پہنچکر گھنڈے دل سے انھوں نے سوچا تو ہوگا کہ اس قسم کی عداوت پیدا کرنے سے زیادہ کیا

ملفوظات کریم

میں معمولاً ایک روز حضرت مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی سیرۃ کے لئے جمع کردہ میٹریل کی پڑتال کر رہا تھا کہ مجھے مولانا مرحوم کا لکھا ہوا ایک ورق دستیاب ہوا۔ یہ امر تو اظہر من الشمس ہے کہ مرحوم کی طبیعت میں روافض کے رد کے لئے اسقدر جوش اور سرگرمی تھی جو اپنی نظیر آپ ہی تھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے آپ کو ایسی محبت اور ان کی ایسی عظمت دل میں تھی کہ بیٹھتے اٹھتے ان کے کارناموں کا تذکرہ کر کے بے اختیار انیر درود بھیجتے۔ یہ تحریر جو مجھے ملی ہے اس کو پڑھ کر ناظرین ایک غیر معمولی شوکت اسلام کا پتہ لگائیں گے جس کے اظہار کے لئے مولانا مرحوم کے قلم اور زبان کو توفیق دی گئی تھی۔ مولانا مرحوم کی یہ تحریر جہاں ناظرین کو محظوظ کریگی وہاں بے اختیار وہ نورانی بارعب شکل سامنے آکر ایک بار ناظرین کو بیلا سمان دکھاوے گی۔ میں اب زیادہ اس تمہید میں نہیں لکھ سکتا کیونکہ

بیان پر درد ہے گذری ہوئی اگلی کہانی ہے

ہاں ناظرین سے یہ التجا کرتا ہوں کہ وہ اس مضمون کو پڑھ کر مولانا مرحوم کے مراتب و درجات کی بلندی اور قرب الٰہی کے لئے درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے قرب اور رضا کے مقام میں اٹھائے اور انکی کمیوں اور کمزوریوں پر قلم عفو پھیر کر اون کے مراتب بلند کرے اور جوار رحمت میں جگہ دے۔ اللہم صل علی محمد وعلیٰ اٰل محمد و بارک وسلم۔

ایڈیٹر

(وہ مضمون یہ ہے)

انّ الذین کفروا فسینفقونہا ثمّ تکون علیھم حسرتاً ثم یغلبون والذین کفروا الی جھنّم یحشرون (سورۃ انفال رکوع)

آیت فسینفقونہا الا اس سے معلوم ہوا کہ مومنین کا انفاق بہر حال بہتر ہوگا اور منافق کا انفاق اسیر حسرۃ کا موجب ہوگا۔ واقعات بتاتے ہیں کہ ابوبکر نے انفاق کیا۔ یا کم سے کم آیت الذین انفقوا من قبل الفتح — ثابت کرتی ہے کہ کچھ لوگ ایسے تھے جنہوں نے فتح مکہ سے قبل ضروریات اسلام پر بہت کچھ خرچ کی اور بہت کچھ اس لئے کہ قرآن مہتم بالشان امر کا ذکر کرتا ہے۔ ان کا نشان یہ ہے اعظم درجۃ اوّل خدا نے ابوبکر کو تمام قوم کی نسبت درجہ میں ممتاز فرمایا اور اس سے ثابت کر دیا کہ ان منفقوں کا یہی اسوہ ہے جنہوں نے قبل الفتح کے انفاق کیا۔ شیعوں کے بڑے بڑے دانا پیشوا فرماتے ہیں انفاق کے لحاظ سے حضرت علیؓ کا بڑا درجہ ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے عین نماز میں ایک سایل کو ایک چھلا عطا فرمایا تھا۔ جہاں جہاں قرآن حکیم میں خدا کی راہ میں بڑے بڑے نامی گرامی خرچ کرنے والوں کی مدح و ثنا آتی ہے اسی وارثان پیسہ کے چھلے والے صاحب کی ہی ہے۔ مگر شیعہ مدقق محقق شاید اس طرف توجہ کرنے سے ذہول کر گئے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں جسقدر قرضہ کے اعلان واشتہار دیئے ہیں (کما قال تعالیٰ شانہ) من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضعفہ لہ اضعافاً کثیرہ اور مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضعف لمن یشاء اس درخواست کو حضرت علیؓ نے ایک اور چھلے فروخت کرنے سے پورا کر دیا اور جیش العسرۃ اور دوسری ضروریات اسلام کے لئے جسقدر روپیہ ضرورت پڑی وہ سب ضروریں جناب مشکل کشا کے اسی چھلے کی قیمت سے پوری ہوئیں۔ مگر افسوس اور سخت کڑھنے کی بات ہے کہ خدا کے کلام اور اس کے کام نے اس بڑے دولت مند اور سخی بہادر چھلے والے کی داد و دہش کی کوئی داد نہیں دی۔ ساری غرض تو اس کی یہ تھی اور قبلہ ہمت ایک ہی امر تھا کہ وہ حضرت نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یا اپنے خسر مکرم کا پہلا جانشین ہوتا اور حضرت خسر مکرم کی ساری عمر کی کوشش اور دہائی اور خم غدیر کی داد فریاد کا نچوڑ ہی تھا کہ انکی گدی خالی ہونے کے بعد اسی کے وجود سے مزین ہو۔ اہل بیت کے گھر وں میں خلفائے ثلثہ کے وقتوں میں الگ ماتم اور شیون برپا رہا۔ وہ آہ سرد کھینچ کھینچ کر رہتے چلتے اور کوستے مخالفوں کا منہ دیکھتے مرگئے اور ان کی حق رسی نہ ہوئی۔ ان ناشادکاموں کے بعد ان کے ترکہ کے وارث تیرہ سو برس سے اب تک عزہ داری کی محفلیں اور چھاتی کوٹنے اور مونہہ نوچنے اور خلفائے ثلثہ پر گالیوں کے گراب چھوڑنے سے رات دن اس کوشش میں لگے ہیں کہ اس چھلے والے صاحب کا حق ثابت کریں مگر وہ گراں قدر محروم الارث ابتک ایک نمبر ہی آگے سرک نہیں سکا۔ خیر پہلے نمبر پر نہ سہی تو دوسرے پر۔ دوسرے پر نہ سہی تیسری ہی پر پہنچ جاتا۔ مگر افسوس اب تک تو کچھ نہیں بنا۔ آئندہ بھی خیر نظر نہیں آتی۔ ساری امیدوں کا قبلہ گاہ تو وہ سرمن رای کی تاریک غار کا چلہ گزین بنا ہوا تھا اسے بھی غار کے اندر دیمک چاٹ گئی۔ اسکی آمد کی خواہیں دیکھتے دیکھتے بڑے بڑے شیعہ مومنوں کے سر پیر گئے ہیں اور ابتک دل بہلانے کی کہانی کے سوا اور کچھ نہیں۔ آخر خدا خدا کر کے حضرت مہدی علیہ السلام تشریف لائے تو وہ بھی صدیقی ہی نکلے۔ اس سے میں اس بے حسرت ناشاد مذہب کی بڑی بدقسمتی کی فال لیتا ہوں۔ اس لئے کہ دو ہی زمانے تھے جن میں مومنوں کی امیدیں بر آسکتی تھیں۔ پہلا زمانہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اس طرح گذرا کہ حضرات شیعہ اور ان کے پیشوا ارمان بھرے سینے اور غمزدہ دل لیکر خاک میں مل گئے آخر غم غلط کرنے یا طفل تسلی کے طور پر چند افسانے تراشے اور سوگواری کی مجلسوں کی آب و تاب اور سیاہ پوشی کی رونق بازار ان سے کرلی اور شدت انتظار سے دل دھڑک رہے تھے کہ سرمن رای کے نقاب پوش اب آتے ہیں اور غاصب ناصبیوں سے اگلی پچھلی ساری کسریں نکالتے ہیں۔ وہ حضرت ہی ظہور فرما ہوا تو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود اور مہدی مسعود کی صورت میں اور یہ حضرت مہدی ایسے کٹے سنی اور متعصب ابوبکری کہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور عمر تو جلیل الشان صحابہ ہیں جو شخص ادنے سے ادنیٰ صحابی کا بغض بھی دل میں رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی درگاہ سے راندہ اور حضرت نبی کریم

صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے محروم ہے۔ پہلا زمانہ اس رنگ میں گذرا پچھلے کا یہ حال ہے اور تیسرا کوئی وقت نہیں۔ یہ عجیب بات اور مشترک اعتراف ہے کہ یہود۔ نصاریٰ۔ سنی اور شیعہ میں دو ہی زمانے تسلیم کئے گئے ہیں۔ یہود بھی آخری زمانہ میں ایک مسیح کے منتظر ہیں جیسے غیر قوموں کے جوئے سے اپنی قوم کو سبکدوش کرنیوالا سمجھتے ہیں۔ نصاریٰ بھی مسیح اول کی نامرادی اور ناکامی کی تلافی کے لئے ایک جلالی آمد ثانی کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ شیعوں کے شیون و بکا کی آواز ہر روز کون نہیں سنتا جو مہدی کے ظہور کے لئے کیسے بے چین ہو رہے ہیں۔ سنی بھی آخری زمانہ میں مسیح و مہدی کی آمد پر ایمان رکھتے ہیں۔

بات تو یہ صحیح تھی اور یہ مشترکہ عقیدہ بڑا سچا عقیدہ اور خدا تعالیٰ کی کتابوں کا سکھایا ہوا اور تمام نبیوں کا بتایا ہوا عقیدہ تھا۔ آخر وہ آنیوالا آیا اور وقت پر آیا اور ضرورت حقہ کے سارے سامان لیکر آیا اور فخر و عزت کا تاج سنیوں کے سر پر رکھا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کے کلام اللہ کام نے دو گواہیوں مضبوط شہادت سے پچھلے کو پہلے کی صورت و سیرۃ بھیکر حق کو غالب اور باطل کو سرنگوں کر دیا فللہ الحمد مع الاول والآخرۃ

والذین کفروا الی جھنم یحشرون لیمیز اللہ الخبیث من الطیب۔ الآیہ۔ انجام کار یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ خبیث اور طیب میں فرق کر کے دکھلاویگا۔ خبیث سے مراد ہے وہ انفاق (خرچ کرنا) جو اسلام کی عداوت اور حضرت رسول کریم کی بیخ کنی میں خرچ کیا جاتا تھا اور طیب سے وہ انفاق مراد ہے جو اعلائے کلمۃ اللہ میں خرچ کیا جاتا تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل کی عجیب بات یہ ہے کہ اس موقع پر مولانا امام رازی رضی اللہ عنہ کا ذہن بھی اسی صداقت کیطرف منتقل ہوا ہے جیسے آپ فرماتے ہیں (رضی اللہ عنہ وارضاہ) المراد بالخبیث نفقۃ الکافر علے عداوۃ محمد وبالطیب نفقۃ المومن فی جھد الکفار کانفاق ابی بکر وعثمان فی نصرۃ الرسول علیہ الصلوۃ والسلام۔ اگرچہ حضرت رازی نے اس ترتیب اور نظام کا لحاظ نہیں کیا جو خدا تعالیٰ نے خاص حکمت اور ارادہ سے حضرت صاحب الغار اور امام الناصرین کی صداقت اور حقیت کے اثبات کے لئے اس ساری سورت میں ملحوظ رکھی ہے اور نہ حضرت رازی اور دوسرے مفسروں کا ذہن اس طرف گیا ہے کہ کیوں اس ساری سورت میں آگے پیچھے ادھر ادھر منافقوں کا اور کافروں کا پرجوش ذکر ہے اور اسی کے ضمن میں ادھر ادھر موزوں مقامات میں مہاجروں مومنوں اور السابقون الاولون اور بہر خصوصیت سے اس عظیم الشان نصرت کا ذکر ہے جو یار غار سے ظہور میں آئی۔ مگر کہیں کہیں خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ان بزرگ قابل قدر مفسروں کے منہ سے سچی اور بیش قیمت بات نکل ہی جاتی ہے۔ غرض اس آیت میں خدا تعالیٰ نے دو گروہوں کا ذکر کیا ہے جو مال خرچ کرتے ہیں۔ اور پھر دعویٰ کیا ہے کہ ان دونوں گروہوں کی قسمت کا آخر کار فیصلہ کر دیا جائے گا۔ اور آخری فیصلہ سے ثابت ہو جائیگا کہ خدا تعالیٰ کے منشاء کے موافق کس کا مال خرچ ہوتا تھا اور اس کے خلاف کون خرچ کرتا تھا۔ اور ایک جگہ خدا تعالیٰ اپنے کلام میں

یہ بھی وعدہ کر چکا تھا کہ جو اس کے منشاء کے موافق خرچ کرنیوالے اور فتح مکہ سے قبل مصائب کے زمانوں میں خرچ کرنیوالے ہیں ان کو سب سے بڑھکر درجہ دیکر ان کا اکرام عالم پر آشکار کر دوں گا۔ اب خدا تعالیٰ کے اس وعید کو جو خبیث و طیب کی تمیز کی نسبت فرمایا اور اس وعدہ کو جو قبل الفتح منفقین کے حق میں فرمایا آنکھ کے سامنے رکھکر غور کرنا اور سچے فیصلہ پر پہنچنا چاہئے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ قریش مکہ کے بڑے بڑے سردار اور ان کے ہر رنگ جو اسلام کی تباہی کے لئے روپیہ خرچ کرتے تھے نیست و نابود ہو گئے۔ اور کیا اس طرح یہ ثابت شدہ حقیقت نہیں کہ ایک گروہ ضرور تھا جو خدا کی راہ میں مالوں کو خرچ کرتا تھا۔ اس گروہ کے وجود کو تو بہت سے مقامات میں خود خدا کا کلام ثابت کرتا ہے۔ بہر حال یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یہ برگزیدہ گروہ تھا۔ اور ان میں ہی وہ گروہ خصوصیت سے مذکور ہوا ہے جنہوں نے فتح مکہ سے پیشتر مصیبت اور تنگی کے وقتوں میں خدا کی راہ میں مال خرچ کیا۔ یہ تو واقعات ہیں۔ جنکی صداقت کی گواہی خدا کا کلام دیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے ایسے گروہ کا نشان یہ بتایا کہ ان کو ان کے غیروں پر کہلا امتیاز اور فوق دیا جائے گا۔ اس لئے کہ خدا کی عادت اور سنت ہے کہ وہ کسی کا قرضہ اپنے پاس نہیں لیتا اور واپس نہیں کرتا۔ جب تک اس عالم میں بیشمار سود کے ساتھ اسے واپس نہ کرے۔ سو جب ہم خدا تعالیٰ کی کلام کی تفسیر کے لئے اس کے روشن کلام میں نظر کرتے ہیں۔ تو اس میں صاف دیکھتے ہیں کہ وہ دلدادہ اسلام کے آدم ثانی خلیفہ بلافصل ابو بکر صدیق کے حق میں بعد میں حضرت خاتم النبیین امام المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافت نبوت بلافصل سے بڑھکر کونسا درجہ اور فضل ہو سکتا ہے۔

اب اس سے زیادہ بدقسمت کون ہے جو ان دو گواہیوں کی سچی گواہی کے بعد بھی حضرت صدیق کے فضل اور مرتبہ پر ایمان نہ لائے۔

اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ اس فیصلہ کا ذکر کرتا ہے جو ان کفار کے حق میں نافذ ہو چکا ہے جو انبیاء کی راہ میں روکیں ڈالتے اور انکی تخریب و تذلیل میں مال خرچ کرتے ہیں جیسے فرماتا ہے۔

قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفر لھم ما قد سلف وان یعودوا فقد مضت سنۃ الاولین۔

ترجمہ۔ ان کافروں کو سنادو کہ اگر وہ شرارتوں سے باز آجائیں تو گذشتہ قصور معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر ان شرارتوں پر اصرار کریں گے تو انپر مخفی نہیں جو پہلے لوگوں کا حال ہوا جنہوں نے انبیاء کے خلاف سازشیں کیں اور ان کے لئے بہت قریب زمانہ میں جنگ بدر کی نظیر گذر چکی ہے۔

اس فیصلہ میں اللہ تعالیٰ اپنی لاتبدیل قطعی سنت بتاتا ہے کہ ایسے شریر موذی جو کسی وقت انبیاء کے خلاف جان و مال سے کارروائی کرتے ہیں ہلاکت اور سزا سے بچ نہیں سکتے۔ یہ ساری تمہیدیں ایک سلیم الفطرت انسان کو آہستہ آہستہ اس مقصد کیطرف لیجاتی ہیں جو اس تمام سورت کی علت غائی ہے۔ ان آیتوں کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ سابقون اولون مہاجر اور ان کا امام صاحب غار رسول خدا کی معیت۔ نصرت۔ تائید اور اسلام کی خدمت میں

ثابت قدم اور سچے مخلص ہیں۔ جیسے ان کا آغاز مبارک تھا ان کا انجام بھی بہ ہزار مبارک ہوا۔ انکی کامیابیوں نے خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق انکو عصمہ میں آئینہ اور ان کے مخالفوں نے جو خدا تعالیٰ کے وعید کے مطابق ہیزم نار جہنم ہوئے اسپر مہر لگا دی کہ وہ وہی سچے مومن تھے جن کی طرف خدا تعالیٰ کی کلام خوبصورت درخشاں ہاتھ بنکر اشارے کرتے ہیں۔ اور وہ راستباز تھے اور انکی نیتیں رسول خدا کی معیت اور اسلام کی خدمت میں دنیا کی سفلی خواہشوں اور خسیس لالچوں سے ملوث نہیں۔ یا بقول شیعوں کے آخر کار ان کے نیتوں میں فتور آگیا اور خدا تعالیٰ کے علم میں تو مقرر تھا کہ آخر کار وہ کامیابی کا پیالہ بکر بدست ہو جائینگے اور اس ہستی میں کسی کا حق چھین لیں گے کسی کے باغ پر ناجائز قبضہ کر لیں گے اور کسی کے پیٹ پر لات مارکر استقلال حاصل کر دیں گے یا یوں کہو کہ خدا کے چنے ہوئے گھرانے کو ماتم کدہ اور نحوست خانہ بنا دیں گے تو سوال یہ ہے کہ وہ وعدے جو خدا تعالیٰ کے کلام میں مومنوں مخلصوں سابقوں پہلوں مہاجروں ناصروں کے حق میں وارد ہوئے ہیں ان کے حق میں کیوں پورے ہوئے۔ اور خدا تعالیٰ کی تمام مقرر کردہ علامتیں مومنوں کے امتیاز اور فرق کے لئے قرآن کریم میں مذکور ہوئی ہیں خاص کر ان پر کیوں صادق آئیں۔ اور ان تمام وعیدوں اور لعنتوں سے جو خزی، ذلت، حبط اعمال، نفی، تقطیع اور تقتیل کی قسم سے منافقوں اور کافروں پر ہیں اور اسی جہان میں پڑیں وہ کیوں محفوظ رہے۔ اگر ان وعدوں کا مصداق اسی دنیا میں کسیکو نہ مانا جائے اور ان وعیدوں کا مورد بھی اس عالم میں کسیکو تسلیم نہ کیا جائے تو قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونیکا کوئی ثبوت نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام اور واقعات عالم نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ وہ گروہ ہے جو اسی جہان میں خدا تعالیٰ کے وعدہ وعید کا مزہ چکھ کر دوسرے عالم کو چلے گئے ہیں خدا تعالیٰ سے انتہا کر کے پہنچنے کے ہاتھ میں خدا تعالیٰ کا کلام اور کام ہے کوئی سند نہیں۔ اور وہ حضرت ابوبکر صدیق اور آپ کے پیروؤں کی جماعت اسکے سوا نہیں ہوسکتی جنہوں نے خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق نبوۃ کی طرح خلافت قائم کی ہو اور اسلام کو وہ شوکت اور نصرت اور اقتدار اور تمکن ملا ہو جو خدا تعالیٰ نے خلق کے برحق کی علامت ٹھیرایا تھا۔

اس بات کے اظہار کے لئے کہ خلیفۃ اللہ وخلیفہ رسول اللہ حضرت صدیق اور آپ کی جماعت ابتداء سے آخر تک سچے ایمان پر رہے اور اس ایمان اور اخلاص میں کبھی کسی وقت کوئی تزلزل اور تردد پیدا نہ ہوا اور وہ رتبہ عظمیٰ یعنی خلافت بلا فصل اس مستحکم اخلاص اور قوی ایمان کا ثمرہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں ایک اپنی غیر متبدل سنت بیان فرمائی ہے۔ آیہ میں ظاہر کیا ہے کہ انسان پر کیسا وقت آتا ہے کہ وہ اس قابل ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے دی ہوئی نعمت سلب کرے کہ کہا ہے۔ ذٰلک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمہا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ اللہ تعالیٰ کی عادت میں داخل نہیں کہ دی ہوئی نعمت کسی قوم سے چھینے اور انکی خوشحالی کو بدحالی سے بدل دے جب تک وہ اپنی باطنی حالت اور خدا کے تعلقات میں فرق نہ ڈال لیں۔ اس آیت نے بڑی صراحت سے ثابت کر دیا کہ وہ پہلے مومن جو نصرۃ اسلام میں قیامت تک ناصران اسلام کیلئے نمونہ ہیں اور سب سے بڑھکر خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوئی ہیں ان کے دلی تعلقات اور انکی باطنی حالت خدا تعالیٰ سے ہمیشہ لاتبدیل صفائی اور راستی کے ساتھ رہی۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی دی ہوئی نعمت خلافت نبوۃ ان سے اسوقت چھینی اور نہ قیامت تک اس گراں بہا خلعت سے وہ کبھی برہنہ ہونگے۔ خواہ ان کے دشمن چیختے چلاتے ہلاک ہو جائیں۔

عالم الغیب خدا کو اگر نعوذ باللہ حضرت ابوبکر اور آپ کی جماعت کی نسبت اس قسم دہوکا لگ گیا جبکہ وہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اپنے کھوٹے تانبے کو چمکدار سونا کرکے دکھاتے تھے تو کیا اسوقت بھی دہوکے اور مغالطہ کی ٹٹی سامنے سے نہ اٹھی جب کہ خلافت کے منبر پر پاؤں رکھتے ہی بدنیتی نے بڑے زور شور کے ساتھ اپنا ظہور دکھانا شروع کیا۔

حاشیہ: نصیریوں کے قادر مطلق خدا علی اور شیعہ مومنین کے مقصود اکمل من الکل الملک اسد اللہ خیبر شکن عالم علم ماکان وسیکون زوج بتول داماد رسول علی کی حق تلفی اور تمام اہلبیت یا خدا کے کنبے کی تباہی کوئی آسان بات تھی۔ اول تو تغییر نیت ہی ابوبکر کی ساختہ پرداختہ کو زیر وزبر کرنے لئے کافی سامان تھا۔ پھر افعال ناشائستہ کا وقوع سلب نعمت کے لئے سب سے بڑھکر ذریعہ تھا۔ خدا تعالیٰ کو تخت کا تختہ بنانا اور بنے بنائے کام کا بگاڑ دینا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ جیسے اس سورت میں اپنی قدرت نمائی کے لئے نمونے دکھاتا ہے کہ کسی طرح ناتوان مسلمانوں کو یاس کی حالت میں بدر کی فتح کا شرف عطا کیا۔ خدا تعالیٰ قادر تھا کہ حضرت علی کے لئے ایسے سامان تیار کر دیتا کہ آپ ہی وہ پہلا منبر پا لیتے۔ اس سورہ شریف میں جو ایک ہی عظیم الشان مقصد کے لئے توطیہ وتمہید کی طرح ہے خدا تعالیٰ کا اپنی نصرۃ وتائید کی مثال میں یوم الفرقان ابداً کو پیش کرنا صاف بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی منشاء اور مقصد کے پورا کرنے اور اپنے حکم کے نافذ کرنے میں کسقدر قدرۃ رکھتا ہے اور کوئی انسانی منصوبہ اس کی تقدیر کے راہ میں روک نہیں ہوسکتا۔ جب اس نے ارادہ کیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کامیاب کرے اور قیامت تک آپکی ذریعہ سے اپنا جلال ظاہر کرے تو کسطرح قریش زبردست گروہ کو مع انکے مددگاروں کے پاش پاش کر دیا اور وہ صنادید عرب جو جبال راسیات کہلاتے تھے آپ کی راہ میں دھنی ہوئی روئی کی طرح اڑا دیئے گئے تو کیونکر ہو سکتا تھا کہ حضرت علی کی خلافت بلا فصل جو شیعہ کے زعم میں نبوۃ محمدیہ کے متمم یا روح و روان اور مقصود اصلی تھی خدا تعالیٰ کے منشاء کے موافق ہوتی اور خدا تعالیٰ کا ارادہ شیعوں کے ارادہ اور انتخاب کا تابع ہوتا اور اس طرح اسکا تختہ اٹھایا جاتا۔ یہ سورہ مبارکہ اس بلیغ ترتیب کے جو بدر کے واقعہ کے درمیان لانے سے عیاں ہو رہی ہے اس نتیجہ پر پہنچاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس طرح زہرہ شگاف فتنوں کے درمیان صفات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرۃ کی پیش گوئی کہ اس کا ارادہ نفاذ پا چکا تھا کہ اسلام غالب ہو اس طرح خدا تعالیٰ مقرر کر چکا تھا اور اسی بدر کے واقعہ کے بیان کرنے سے اشارہ فرما دیا تھا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جبکہ فتنوں کی کالی گھٹا رات اسلام پر محیط ہو جائے گی۔ خلافت نبوۃ بھی مظفر ومنصور ہوگی۔ اس لئے کہ اگر ایسے وقت میں جبکہ عرب میں آنحضرت کی وفات کے مشہور ہوتے ہی ہر طرف ارتداد کی آگ لگ گئی تھی خدا تعالیٰ کی نصرۃ حضرت صدیق پر شامل نہ ہوتی تو اسلام کا بیخ وبن سے اکھڑ جانا اسی طرح یقینی تھا جس طرح بدر کی لڑائی میں کفار مکہ کی فتح اسلام وبانی اسلام کو بستر نرم سے خاکستر گرم پر بٹھا دیتی۔

غرض یہ دلربا ترتیب اور خوبصورت نظام خدا تعالیٰ کے منشاء کو صاف صاف ظاہر کرتا اور ایمان کا جوہر دل میں رکھنے والوں کو تعلیم دیتا ہے کہ امام الناصرین قدوۃ المہاجرین بخبۃ المومنین الاولین ابوبکر کی خلافت نبوۃ محمدیہ کی طرح خدا تعالیٰ کے ارادہ، علم اور قدرۃ کے مطابق واقع ہوئی۔ ورنہ حسب وعید الٰہی وہ نعمت ان سے اسی طرح چھینی جاتی جیسے کفار مکہ تباہ وبرباد کر دیئے گئے اور آخر خدا تعالیٰ کی وہ مثال صادق آگئی تھی۔ قال وضرب اللہ مثلا قریۃ آمنۃ مطمئنۃ یاتیہا رزقہا رغدا فکفرت بانعم اللہ۔

خدا تعالیٰ نے اپنی وعدے انکے حق میں پورے کئے جو مومنوں کے ایمان اور صدق کی علامت مقرر کئے گئے تھے اور ان وعیدوں سے ان کی پاک ذات کو محفوظ رکھا جو منافقوں کافروں دل شکن وعیدیں کے حق میں نافذ ہو چکی تھیں یہ سچا فیصلہ تھا حق اور باطل کے درمیان مگر افسوس شیعوں نے نہ خدا کے کلام کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور نہ خدا کے کام سے فائدہ اٹھایا۔

برادران ملک

کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ ایک مدت سے زمانہ جس خضاب کا خواہشمند تھا۔ بحمد شکر!! کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ یہ خضاب تیل ہے۔ جو ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگاتے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھنورے کی طرح کالا۔ ملائم اور چمکدار بناتا ہے۔ پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے۔ قیمت فی بکس صرف عہ۔ روپیہ ہے۔ محصول بذمہ خریدار۔

المشتہر

حضرت مولانا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نور شاہ ہمدانی
محلہ عطار گلی پوسٹ مانڈوی۔ بمبئی

خوبصورت

خاکسار نے بڑے تجسس و تجربہ کے بعد ہر کس خواہ مرد ہو یا عورت بوڑھا ہو یا جوان کے ہاتھ اور منہ دھونے اور نہانے کے لئے عجیب و غریب خوشبودار تیار کی ہے جس میں خوشبودار معطر ادویات شامل کی گئی ہیں۔ مقوی دماغ۔ مفرح روح۔ بدن کو بالکل صاف کرتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ روزانہ استعمال سے داد۔ خشکی۔ چھپ پیدا نہ ہوگی۔ بال نرم ہو جاویں گے۔ پرچہ ترکیب ہمراہ ہوگا۔ قیمت فی بکس ۱ے تا [illegible] ایک روپیہ۔ اس سے کم خریدار کو اٹھار فی روپیہ کے حساب سے۔ محصول بذمہ خریدار۔ فہرست کے لئے آدھ آنہ کے ٹکٹ بھیجو۔

المشتہر

مرزا قاسم علی احمدی مالک کارخانہ قاسمی انجینئر [illegible]

بلا تعصب

پندرہ روزہ اخبار بلا تعصب جاری کر دیا گیا ہے۔ جو صاحب نمونہ کا پرچہ دیکھنا چاہیں۔ ۲ کے ٹکٹ ارسال کر کے منگوالیں۔ یقیناً مذہبی دنیا کے ہر ممبر کو اس کا دیکھنا ضروری ہے۔ المشتہر

عبد العزیز (رنگدمیا پرشاد) مقام زینت محل شہر دہلی

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پیس جاتا ہے وزن تخمیناً ۲۵ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ للعہ روپیہ اور دوم مبلغ سے مبلغ عہ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں

مستریاں مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سیدھے ریشہ دار کشمیر کی لکڑی کا ہینڈل انکا کین اور دو ربڑ کے نمبر ۵ نہایت پائیدار قیمت عے روپیہ۔ کرکٹ بیٹ۔ سیدھے ریشے دار کشمیر کی لکڑی کے ہینڈل معہ دو ربڑ کے میچ کیلئے نہایت عمدہ نمبر ۵ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا۔ کرکٹ بیٹ۔ آل کین۔ لکڑی بہت مضبوط اور پائیدار پریکٹس کیلئے۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے عہ

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲۔۱۳ برس کے بچوں کیلئے درست ایک سٹ ٹرکس ایک بال لکڑی کا بکس فی سٹ

۱۰ و ۱۱ سٹ ایک سٹ ڈبکس ایک بال فی بکس

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار

بچوں کیلئے فٹ بال معہ بلیڈر

کرکٹ بال گسٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط جمڑ کے دھاگے کے بیچ

پریکٹس

کرکٹ لیس فی کاپی

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ کی اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بال از قسم پریکٹس بیٹ۔ ٹینس وکٹ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور قیمت میں اس سے بہت کم ہے [illegible] مصداق پایا ہوں [illegible] حاکم علی ہیڈ ماسٹر

بچوں کی صحت

والدین کی بڑی فکر کی بات ہے

اگر بچہ چڑچڑا ہے معدہ ضعیف ہے تو اس کو

ایکارٹ الش

[illegible]

اگرچند قطرے دودھ میں ملا کر دئے جائیں تو بچے میں تغیر معلوم ہو بچہ خوش بشاش نہ چاہنے لگا ہوا اور غذا جو صحت کی نشانی ہے مزے سے کھائے

ہاتھ سے نہ چھونا چاہیے

سب دوا فروش بیچتے ہیں (اسکاٹ ڈیون (متحدہ) دواسازان لنڈن انگلینڈ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

ایک نیا مسیح اور اسکی بلند پروازیاں

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے نام سے الحکم کے ناظرین بخوبی واقف ہیں ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نے جیسا کہ سب کو معلوم ہے حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ایک پیشگوئی کی تھی کہ تین سال کے اندر (خاک بدہنش ایڈیٹر) وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے خدا سچے کا حامی ہو کے عنوان سے ایک اشتہار جو شایع کر دیا تھا۔ اس کے بعد عبدالحکیم مختلف طور پر اخبارات میں گالیوں سے بھرے ہوئے مضامین شایع کرتا رہا۔ میں نے ان پر نوٹس لینا ضروری نہیں سمجھا اسلئے کہ اب خدا تعالیٰ خود فیصلہ کر دیگا عبدالحکیم خاں کی پیشگوئی سچے اور جھوٹے میں امتیاز کر کے دکھا دیگی۔ ان کی تحریروں میں عبدالحکیم خاں نے اپنا ایک الہام انک لمن المرسلین بھی شایع کیا تھا اس پر میں نے اہلحدیث اور دوسرے اس کے ہمدرد اور ہم نوا اخباروں کو بتایا تھا کہ

عبدالحکیم خاں ادعائے رسالت کرتا ہے

مگر ان کو تو صرف سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کا شوق اور جوش ہے انہوں نے عبدالحکیم کی حمایت کی اور خود عبدالحکیم نے بھی انکار کیا کہ مجھے ادعائے رسالت نہیں مگر اب حال ہی میں عبدالحکیم نے ایک خط قادیان میں حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نورالدین صاحب کے نام لکھا ہے جو ۱۱ر جولائی سنہ ۱۹۰۷ء کا لکھا ہوا ہے چونکہ اس خط میں عبدالحکیم خاں نے اپنے الہامات لکھے ہیں اور مسیح ہونیکا دعویٰ کیا ہے اور وہ خط سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق رکھتا ہے اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ میں اسکو بجنسہ چھاپ دوں۔ ہاں ایک امر مجھے اور کہنا ہے وہ یہ ہے کہ الحکم مورخہ ۱۰ر جون سنہ ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۱۲ پر حضرت اقدس کیطرف سے ایک اعلان بار دوم دیا گیا تھا۔ یہ خط اس کا بھی جواب ہے کیونکہ اس میں ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نے اپنے طاعون سے محفوظ رہنے کا بھی الہام لکھا ہے اسلئے ضروری تھا کہ یہ خط شائع کیا جاتا امید ہے ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نے اس خط کی متعدد نقلیں مختلف اخبارات میں بھیجی ہونگی تاکہ جسوقت حق کی تائید میں کوئی نشان ظاہر ہو اس وقت پبلک کو فیصلہ کے لئے سہولت ہو۔ اور اسطرح پر وہ تبلیغ حق کے فرض سے سبکدوش ہوں اس خط کے پڑھنے سے ناظرین کو صاف معلوم ہو جائیگا کہ کھلے کھلے الفاظ میں ڈاکٹر عبدالحکیم نے مسیح اور مرسل ہونیکا دعویٰ کر دیا۔ اور آپ گویا رحمۃ للعالمین ہو کر آئے ہیں۔

یہ فیصلہ اب وہ مولویصاحبان کریں گے کہ عبدالحکیم خاں ان دعاوی کی بنا پر دائرہ اسلام میں ہے یا خارج از اسلام ہوا یا کیا ہوا۔ مجھے اس بحث میں پڑنے کی حاجت نہیں خصوصاً مولوی ثناءاللہ اور مولوی ابو سعید محمد حسین . . توجہ کریں گے مجھے صرف اس کے نئے دعوی کا اعلان مقصود ہے اور اب گویا ڈاکٹر عبدالحکیم خاں مسیح کے وجود میں دنیا میں ظاہر ہو گئے ہیں اور اس سے انکی تمام تحریروں کا ابطال ہو گیا جنمیں وہ کسی اور مسیح کے منتظر تھے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف مولویوں کو مبارکباد دینی چاہیئے کہ آخر کوئی مسیح تو انہیں میں اٹھا۔ دیکھیں اب وہ اسکو قبول کرتے ہیں یا اسے بھی دائرہ اسلام سے باہر کافر اکفر اور کافر فرنگ سے بدتر قرار دیتے ہیں۔ ایک امر اور قابل ذکر ہے کہ چونکہ اعلان ع۲ کے متعلق بھی اس خط کا ایک حصہ ہے اسلئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ وہ مضمون پھر عام اذہان میں تازہ ہو جاوے اس کو ساتھ ہی درج کر دوں۔ پس پہلے میں اعلان ع۲ درج کرتا ہوں پھر ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کا تازہ خط

ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

اعلان

بار دوم

(وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ)

افسوس کہ اس ملک کے اکثر لوگ جو مولوی کہلاتے یا ملہم ہونے کا دم مارتے ہیں جب خدا تعالیٰ کا کلام ان کو سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ افترا ہے انہیں لوگوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے میں نے کتاب حقیقۃ الوحی تالیف کی ہے کب تک یہ لوگ ایسا کریں گے۔ آخر ہر ایک فیصلہ کے لئے ایک دن ہے اور ہر ایک قضاو قدر کے نزول کے لئے ایک رات ہے اس وقت میں نمونہ کے طور پر خدا تعالیٰ کا ایک کلام ان لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں اور بالخصوص اسجگہ مخاطب میرے مولوی ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری اور مولوی عبدالجبار اور عبدالواحد اور عبدالحق غزنوی ثم امرتسری اور جعفر زٹلی لاہوری اور ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اسسٹنٹ سرجن تراوڑی ملازم ریاست پٹیالہ ہیں اور وہ کلام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے

اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ وَاُحَافِظُکَ خَاصَّۃً

ترجمہ اس کا بموجب تفہیم الٰہی یہ ہے کہ میں ہر ایک شخص کو جو تیرے گھر کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا اور خاص کر تجھے۔ چنانچہ گیارہ برس سے اس پیشگوئی کی تصدیق ہو رہی ہے اور میں اس کلام کے منجانب اللہ ہونے پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا تعالیٰ کی تمام کتب مقدسہ پر اور بالخصوص قرآن شریف پر۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے پس اگر کوئی شخص مذکورہ بالا اشخاص میں سے یا جو شخص ان کا ہمرنگ ہے یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ یہ انسان کا افترا ہے تو اسے لازم ہے کہ وہ قسم کھا کر ان الفاظ کے ساتھ بیان کرے کہ یہ انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں۔ ولعنت اللہ علیٰ من کذب وحی اللہ۔ جیسا کہ میں بھی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ ولعنت اللہ علیٰ من افتریٰ علی اللہ۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ خدا اس راہ سے کوئی فیصلہ کرے اور یاد رہے کہ میرے کسی کلام میں

یہ الفاظ نہیں ہیں کہ ہر ایک شخص جو بیعت کرے گا طاعون سے محفوظ رہیگا بلکہ یہ لکھا ہے کہ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولٓئک لھم الامن وھم مھتدون۔

پس کامل پیروی کرنیوالے اور ہر ایک ظلم سے بچنے والے جس کا علم محض خدا کو ہے۔ بچائے جائیں گے اور کمزور لوگ طاعون سے شہید ہو کر شہادت کا اجر پا دیں گے اور طاعون ان کے لئے تمحیص اور تطہیر کا موجب ٹھہرے گی۔

اب میں دیکھوں گا کہ اس میری تحریر کے مقابل پر بغرض تکذیب کون قسم کھاتا ہے مگر یہ امر ضروری ہے کہ اگر ایسا مکذب اس کلام کو خدا کا کلام نہیں سمجھتا تو آپ ہی دعوے کرے کہ میں بھی طاعون سے محفوظ رہوں گا اور مجھے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے تا دیکھے افترا کی کیا جزا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

الراقم

خاکسار میرزا غلام احمدؐ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مولانا و مخدومنا مولوی نورالدین صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مجھکو خداوند عالم کی طرف سے ذاتی حفاظت کی نسبت الہامات ذیل ہو چکے ہیں۔

(۱) ”دنیا میں طاعون خواہ کیسی شدت سے پہلے مگر تو طاعون سے ہلاک نہو گا کیونکہ خداوند عالم تجھکو ایک نشان بنانا چاہتا ہے“

(۲) خداوند عالم ہے میرا محافظ

(۳) وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین

(۴) انک لمن المرسلین

(۵) ولمن خاف مقام ربہ جنتان

(۶) انا ارسلنٰک بالحق بشیرا و نذیرا ولا تسئل من اصحاب الجحیم۔

(۷) دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہو گا اور میں مسیح ہوں۔

(۸) یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی و مطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ

مرزا کی نسبت ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا۔ ”آج سے چودہ ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائیگا“

مولانا گالیاں نکالنا تو ملعون کا کام ہے۔ نہ کہ خدا کے مسیح اور مرسل کا۔ خداوند عالم شاہد ہے کہ میں نے آجتک ایک بھی سخت لفظ مرزا یا مرزائیوں کی نسبت اپنی زبان یا قلم سے ظاہر نہیں کیا بلکہ وہی کہا اور وہی لکھا جو بار بار صفائی کے ساتھ خداوند تبارک و تعالیٰ کیطرف سے مجھے معلوم ہوا۔ دجال۔ کذاب۔ متصرف[1]۔ عیار۔ الطاغوت۔ شیطان۔ شریر بدمعاش وغیرہ الفاظ جو مینے مرزا کی نسبت استعمال کئے وہ بار بار خوابات صحیحہ میں معلوم ہونے کے بعد اور پھر واقعات و حالات مرزا سے تصدیق ہو جانے کے بعد استعمال کئے۔ واللہ علیٰ ما اقول شہید تعجب ہے کہ آپ حق اور واقعی امور کو گالیوں میں شمار کرتے ہیں۔ آج خواب میں مجھے مرزا کی حالت ایک شیشہ کی صورت میں دکھائی گئی جسکا بہت سا حصہ سیاہ ہو گیا ہے اور تھوڑا سا شفاف ہے اوس تھوڑے سے حصہ پر کبھی سیاہی پھر جاتی ہے اور کبھی پھر شفاف ہو جاتا ہے۔“

گویا کہ یہ ایک تصویری بیان ہے کہ مرزا کو فطری استعداد عمدہ ملی ہے مگر اوس پر نفس پرستی کی سیاہی پھر گئی ہے۔ جب کبھی وہ خدا کی طرف رجوع کرتا اور اضطراری دعائیں کرتا ہے تب کچھ حصہ صاف ہو جاتا ہے۔ مگر پھر وہ حصہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ والسلام۔

الراقم

عبدالحکیم خاں۔ از پٹیالہ۔ ۱۹ر جولائی ۱۹۰۶ء

[1] اصل سطابق نقل ہے۔ اصل لفظ مسرف ہے جو قرآن مجید میں آیا ہے شاید ڈاکٹر نے الہام سے ایسا لکھا ہو۔ ایڈیٹر الحکم

فساد کے بانی کون ہیں؟

لاہور کے آریہ گزٹ میں کسی گمنام شخص نے ایک آرٹیکل شایع کر دیا ہے جسمیں مندرجہ بالا عنوان کے نیچے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ موجودہ ہلچل اور شورش کے بانی مبانی مسلمان ہیں اور کانگریس کے سپوتوں اور بھارت ماتا کے لخت جگروں کو اس سے کوئی واسطہ نہیں کیا خوب

کر جائے ڈاڑھی والا پکڑا جائے موچھوں والا

آریہ سماج کے لیڈروں کی اس قسم کی کوششیں اور نامعقول عذرات الزام کو قوی کرتے ہیں اور انہیں بجائے بری کرنے کے اور بھی جوابدہ ثابت کرتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ آریہ گزٹ کے ایڈیٹر نے کس راستی کی بنا پر ایسے لغو اور بے بنیاد مضمون کو اپنے اخبار میں اور پھر ایڈیٹوریل کالمز میں جگہ دینے کی جرأت کی۔ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ ایسی بیہودہ اور سرتاپا بے بنیاد تحریروں سے وہ الزام جو واقعات نفس الامری نے آریہ سماج کو دیا ہے دور کر سکے گا؟ ایسے بودے اور رکیک عذروں کی بجائے یہ مناسب اور موزون تھا کہ آریہ سماج صاف گوئی کی پالیسی اختیار کرتی اور کھلے دل سے اپنے قصور کا اعتراف کر کے عفو تقصیر چاہتی۔ اور آیندہ اپنے طرز عمل سے بخوبی ثابت کر دیتی کہ

آریہ سماج نے فی الحقیقت سچی توبہ کر لی ہے

مگر اس طریق کو اختیار کرنے کی بجائے یہ سعی کی جا رہی ہے کہ جس طرح ممکن ہو اس گندگی کو چھپایا جاوے ٭ یہ طریق آریہ سماج کے لئے نہایت خطرناک اور مضر ہے۔ میں نہایت خیر خواہی اور صدق دل سے آریہ سماج کے ممبروں کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اس روش کو چھوڑ کر سچائی کے پہلو کو اختیار کریں۔

یہ خیال بالکل غلط اور بیہودہ ہے کہ مسلمانوں کو آریہ سماج کے ممبروں کے ساتھ کاوش ہے کسی ذی وجود اور انسان کے ساتھ تو یک طرف کسی حیوان کے ساتھ بھی ہمیں دشمنی اور عناد نہیں اور نہ ہونا چاہئے ہاں یہ سچ ہے کہ آریہ سماج نے ہمارے برگزیدہ نبیوں اور رسولوں کی شان میں عمدو رجہ کی گستاخیاں کر کے ہماری دل آزاری کی ہے اور نہ صرف ہماری بلکہ سکھوں۔ عیسائیوں اور سناتن دہرمیوں کی بھی۔

اور یہ اس گستاخی اور دریدہ دہنی کا نتیجہ ہے کہ ادب اور احترام ان میں نہیں رہا۔ اور اطاعت اور فروتنی کا مادہ مفقود ہو کر خودسری اور خودغرضی کے خیالات پیدا ہوگئے ہیں۔ اور ہم کسی حالت اور صورت میں ان کو پسند نہیں کرتے اگر ان بیہودگیوں کے وار کرنے کے لئے کبھی آریہ سماج کو مشورہ دیا ہے تو اس کے یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ ہم ان کے دشمن ہیں بلکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم ان کے دلی خیر خواہ ہیں۔

آریہ سماج کے لیڈروں کی یہ غلطی ہے کہ جو وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ مسلمانوں نے خواہ نخواہ ان کو متہم کیا ہے جیسا کہ اس آرٹیکل میں ظاہر کیا ہے۔

مسلمانوں کو نہ اتنی فرصت اور نہ ان کی یہ حالت ہر محکمہ اور ہر صیغہ میں ان کے اپنے بھائی اعلےٰ عہدوں پر ممتاز اور قابض ہیں مسلمان غریب تو ان کے دست نگر ہیں اور ایسی ہی شیخی نے آریوں کو یہ جرأت اور حوصلہ دلایا کہ وہ شورش کے خیالات پیدا کریں۔

آریہ سماج کے ڈیپوٹیشن کو جو جواب ہز آنر سر ڈینزل ایبٹسن صاحب کی گورنمنٹ نے بالمشافہ دیا ہے وہ ان کے کافی تھا اور اون کا فرض تھا کہ اس کے بعد ان کا منہ بند ہو جاتا اور اپنے طرز عمل کو بدل کر اس سے دکھا دیتے مگر بجائے اس کے آریہ سماج نے یہ وطیرہ اختیار کیا ہے کہ اپنی بلا مسلمانوں کے سر تھوپیں جو افسوس ہے اس روز روشن میں تھوپی نہیں جا سکتی۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا۔

اس آرٹیکل میں بتایا گیا ہے کہ در اصل موجودہ شورش کی تہہ میں مسلمانوں کا ہاتھ تھا۔

مگر افسوس ہے کہ قابل مضمون نگار یا ایڈیٹر اخبار ثابت نہیں کر سکتا کہ وہ ایسا الزام دینے کے لئے کیا وجوہات اپنے پاس رکھتا ہے۔

مسلمانوں کا اس تہہ میں ہونا ایک ایسا بدیہی بطلان ہے کہ کوئی دانشمند تسلیم نہیں کر سکتا۔ اگر پنجاب کے کل ڈپٹی کمشنروں کی رپورٹیں غلط ہیں اگر ان کے ماتحت ذمہ دار افسروں کی تحقیقات باطل ہے اگر واقعات نفس الامری کو غلط کہہ سکتے ہیں تو بے شک وہ آدمی جس کے سر میں عقل نہیں یہ مان لے گا کہ ہاں مسلمانوں ہی کا ہاتھ تھا لیکن اگر راستی کوئی شے ہے اور حقیقت اور امر واقعی کا کوئی وزن ہے تو منشی رام یا ہنسراج یا کسی اور کے کہنے سے مسلمان اس الزام کے نیچے نہیں آ سکتے۔

اسباب شورش جو لالہ لاجپت رائے نے بیان کئے ہیں۔ ان پر غور کرنے کے بعد یہ امر ایسی وضاحت سے کھل جاتا ہے کہ کسی اور کی شہادت کی حاجت ہی نہیں رہتی انہوں نے جو سات وجوہ شورش لکھے ہیں ان پر کافی بحث کی حاجت ہے مگر میں مثال کے طور پر صرف ایک امر کو پیش کرتا ہوں جس سے ثابت ہو جائے گا کہ کیا اس شورش کی تہہ میں مسلمانوں کا ہاتھ ہو سکتا ہے یا آریوں کا۔

لالہ لاجپت رائے وجوہ ہفت گانہ میں سے ایک وجہ قانون انتقال اراضی پنجاب میں ترمیم ہی بتاتے ہیں۔ ہر سلیم الفطرت سمجھ سکتا ہے کہ کیا یہ امر زمینداروں کے اکسانے کا باعث ہو سکتا تھا اور مسلمانوں کو کوئی رنج دلا سکتا تھا۔ قانون انتقال اراضی زمینداروں اور مسلمانوں کے لئے ایک باعث رحمت تھا البتہ ہندوؤں اور ساہوکاروں کے لئے نقصان رساں۔ کیونکہ وہ جس طریق سے زمینیں قبضہ میں لا رہے تھے وہ سلسلہ اس سے رک گیا۔ اور یہ غصہ ان لوگوں کو تھا اور اسکو دل میں رکھکر اور بیہودہ امور پیش کر کے شورش پھیلا دی میں چونکہ اس مضمون کو لمبا نہیں کرنا چاہتا اس لئے مختصر امثال کے طور پر دکھایا ہے ورنہ اگر ان وجوہ ہفت گانہ پر غور کیجاوے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہی لوگ موجب فساد ہیں کیونکہ ان کو کسی نہ کسی پہلو سے رنج تھا۔

یہ کہنا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بانی بھی مسلمان تھے سر سید اس کا جواب بخوبی دے چکا ہے اور اب اسکے اعادہ کی حاجت نہیں موجودہ شورش بخوبی ثابت کر رہی ہے کہ کون باغی تھا اس کے علاوہ ابھی لمبا زمانہ نہیں گذرا بنگال کے پولیٹیکل اخباروں نے ہندوؤں کی بہادری کا اظہار اور انہیں جنگ جو سپرٹ پیدا کرتے ہوئے صاف طور پر تسلیم کر لیا تھا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بانی ہندو تھے پھر میں نہیں سمجھتا کہ اب گڑے مردے اکھاڑنے سے کیا فائدہ اور کیا حاصل؟

سب سے بڑھکر بیہودگی جو اس مضمون نگار نے کی ہے وہ یہ ہے کہ احمدی سلسلہ پر بھی نکتہ چینی کی ہے اس حصہ کا جواب میں چونکہ کسیقدر وضاحت سے دینا چاہتا ہوں اسلئے ضروری ہے کہ اس کے اصل الفاظ نقل کر دوں۔ وہ لکھتا ہے

اطلاع

صفحہ اول پر جو اعلان فضل کریم کے متعلق ہے اس کے متعلق احباب تلاش نکریں۔ اس کا خط آگیا ہے۔

درخواست برائے دعا

میری ہمشیرہ قضائے الٰہی سے فوت ہو گئی ہے۔ اسواسطے برادران احمدی کیخدمت میں دست بستہ عرض ہے کہ مرحوم کے واسطے دعا فرماویں۔

خاکسار محمد صدیق احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ مبارکپور

ہم حیران ہیں جبکہ دیکھتے ہیں کہ فرقہ احمدیہ کا گروہ اس وقت کیوں اسقدر ریاکاری سے کام لے رہا ہے اور کیوں گورنمنٹ کو اس قدر دھوکہ دینے کی کوشش کر رہا ہے جبکہ ان ہی احمدیوں کے باپ دادا نے غدر ۱۸۵۷ء میں مفسدوں کو ہر ایک طرح سے مدد کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا تھا جس کو آج وہ اتنے لمبے سالوں کے گذر جانے پر خود ہی مان رہے ہیں کہ درحقیقت ایسا ہی تھا چنانچہ فرقہ احمدیہ کے لیڈنگ اخبار الحکم کے ۱۷ اجون ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں فرقہ احمدیہ کے لیڈر مولوی نورالدین کے اس بارے میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

"جناب الٰہی کے انعامات میں سے ایک یہ بات تھی کہ ایک شخص غدر میں کلکتہ کے تاجر کتب جو مجاہدین کے پاس اس زمانہ میں روپیہ لیجایا کرتے تھے ہمارے مکان میں اُترے اُنھوں نے مجھے ترجمہ قرآن کی طرف متوجہ کیا یہ تو ہمیں کلکتہ کے تاجر سے فایدہ ہوا کہ اس تحریر سے صاف عیاں ہے کہ مسلمان لوگ نہ صرف غدر ۱۸۵۷ء کے بانی بھی تھے بلکہ وہ مفسدوں کی روپیہ سے مدد بھی کرتے تھے اور ان ہی احمدی لوگوں کے اباو اجداد جو اس وقت ریاکاری سے گورنمنٹ کے خیرخواہ ہونے کا دم بھرتے رہے ہیں ان مفسدہ پردازوں کو اپنے گھروں میں پناہ دیتے اور ان سے دینی مفاد حاصل کرتے تھے ان مفسدوں کو وہ اپنی اصطلاح میں مجاہدین کہتے تھے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر ان مجاہدین کا یہ جہاد انگریزوں کے برخلاف نہ تھا تو اور کن کے برخلاف تھا"

یہ تحریر بلفظہ اس لئے چھاپ دی ہے کہ تا ناظرین کو لکھنے والے کی قابلیت۔ واقفیت کے علاوہ دیانتداری اور راستبازی کا علم اور اندازہ ہوسکے۔

احمدی سلسلہ پر وہ یہ الزام لگاتا ہے کہ یہ فرقہ اس وقت گورنمنٹ کو دھوکہ دے رہا ہے اور ان کے باپ دادا نے غدر ۱۸۵۷ء میں مفسدوں کو ہر طرح سے مدد دی تھی۔ یہ ایسا صریح جھوٹ ہے کہ جس پر کوئی دانشمند لعنت کئے بغیر نہیں رہیگا۔ اس وقت احمدی جو خیرخواہی کا اظہار کر رہے ہیں اس کو آریہ گزٹ اس لئے دھوکہ قرار دیتا ہے کہ غدر میں انھوں نے مفسدوں کی مدد کی تھی۔ پس اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ اس کا آخری جزو غلط اور بے بنیاد ہے تو پہلا بدرجہ اولیٰ باطل ہو جائیگا۔ اگرچہ گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ کون ریاکاری سے کام لیتا ہے اور کون راستی اور صدق دل سے کیونکہ اس کے علم کے ذریعے بہت وسیع ہیں لیکن اب جبکہ آریہ گزٹ نے یہ غلط فہمی پھیلانی چاہی ہے ضرور ہے کہ اس کا رد کیا جاوے اس الزام کے جواب میں کہ احمدیوں کے باپ دادا نے ۱۸۵۷ء کے غدر میں مفسدوں کو ہر طرح سے مدد دی میں خود کوئی امر پیش کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا بلکہ ایک خطرناک مخالف مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی کی ایک تحریر میں تھوڑا سا اقتباس دیتا ہوں۔

"مؤلف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلینگے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہموطن ہیں بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب اُس زمانہ سے آجتک ہم میں اُن میں خط و کتابت و ملاقات و مراسلت برابر جاری رہی ہے اس لئے ہمارا یہ کہنا کہ ہم اُن کے حالات و خیالات سے بہت واقف ہیں مبالغہ قرار نہ دئے جانے کے لایق ہے۔

گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت کا خیال کبھی مؤلف کے آس پاس بھی نہیں بھٹکا وہ کیا ان کے خاندان میں اس خیال کا کوئی آدمی نہیں ہے بلکہ اُن کے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضیٰ نے تو عین زمانہ طوفان بے تمیزی (غدر ۱۸۵۷ء) میں گورنمنٹ کا خیرخواہ جان نثار وفادار ہونا عملاً بھی ثابت کر دکھایا اس غدر میں جبکہ تریمو کے گھاٹ پر متصل گورداسپورہ مفسدین بدطینت نے یورش کی تھی اُن کے والد ماجد نے باوجودیکہ وہ بہت بڑے جاگیردار سردار نہ تھے اپنی جیب خاص سے پچاس گھوڑے معہ سواران و ساز و سامان طیار کر کے زیر کمان اپنے فرزند دلبند مرزا غلام قادر مرحوم کے گورنمنٹ کی معاونت میں دئے تھے گورنمنٹ کی طرف سے اُن کی اس خدمت پر شکریہ ادا ہوا اور کسی قدر انعام بھی ملا۔ علاوہ بریں ان خدمات کے لحاظ سے مرزا صاحب مرحوم ہمیشہ مورد کرم و لطف گورنمنٹ رہے اور دربار گورنری میں عزت کیساتھ ان کو کرسی ملتی رہی اور حکام اعلےٰ ضلع و قسمت (یعنی صاحبان ڈپٹی کمشنر و کمشنر) چٹھیات خوشنودی مزاج (جن میں سے کئی چٹھیات اس وقت ہمارے سامنے رکھی ہوئی ہیں) وقتاً فوقتاً ان کو عطا کرتے رہے ہیں اُن چٹھیات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بڑے دلی جوش سے لکھی گئی ہیں جو بغیر ایک خاص خیرخواہ اور سچے وفادار کے کسی دوسرے کے لئے تحریر نہیں ہوسکتیں اکثر صاحبان ڈپٹی کمشنر و کمشنر اپنے ایام دورہ میں ازراہ خوش خلقی و محبت و دلجوئی مرزا صاحب کے مکان پر جا کر ملاقات کرتے رہے اور اُنکی وفات پر صاحبان کمشنر و فنانشل کمشنر اور صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر نے اپنے خطوط میں بہت سا افسوس ظاہر کیا ہے اور آئندہ کے لئے قدردانی اور اس خاندان کے لحاظ اور رعایت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اسی شرف خاندان اور قدیم خیرخواہ ہونے کے لحاظ سے صاحب فنانشل کمشنر بہادر نے اندنوں میں مرزا سلطان احمد (فرزند مؤلف) کے لئے تحصیلداری کی خاص سفارش کی ہے جس کی رپورٹ بہ تعمیل حکم ضلع سے روانہ ہو چکی ہے۔ الغرض یہ خاندان قدیم سے خیرخواہ اور مورد نظر عنایت گورنمنٹ چلا آتا ہے۔ ان حالات و واقعات کی تصدیق کے لئے منجملہ ان چٹھیات کے جو سوقت ہمارے پیش نظر ہیں ہم تین چٹھیاں حاشیہ میں نقل کرتے ہیں تاکہ حاسد ناعاقبت اندیش اس خاندان کی گورنمنٹ انگریزی میں قدر و منزلت سے آگاہ ہو کر اپنے ارادہ بد و نیت فاسد سے باز آویں اور عام مسلمان اُن کے دھوکہ میں آکر اس کتاب اور اُس کے مؤلف سے بدگمان اور متوحش نہ ہوں۔ ہر چند خاص کر مؤلف کتاب (مرزا غلام احمد صاحب) سے ان کی عالمانہ اور درویشانہ وضع و حالت کے سبب کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی مگر جس قدر خیرخواہی گورنمنٹ منصب علماء اور درویشوں کے مناسب ہے اور اُن کی قدرت میں داخل ہے اس سے انھوں نے بھی دریغ نہیں کیا عالموں کی تلوار قلم ہے اور فقیروں کا ہتھیار دعا۔ مؤلف نے ان ہتھیاروں کے ساتھ گورنمنٹ کی خیرخواہی و معاونت سے دریغ نہیں فرمایا اپنی قلم سے بارہا لکھ چکے اور اپنی اسی کتاب میں جس کی اشاعت ان کا شبانروزی فرض ہے وہ صاف درج کر چکے ہیں کہ "گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک باران رحمت بھیجا۔ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے" اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہکر اس کا احسان اُٹھاوے اس کے ظل حمایت میں بامن و آسائش رہکر اپنا مقسوم کھاوے اُس کے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے پھر اسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے۔ اور دعا سے بھی انھوں نے اس گورنمنٹ کو

بہت دفعہ یاد کیا ہے اُن کی آخری دعا اُن کے اشتہار مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر جس کی بنیں ہزار کاپی چھپوا کر ہند اور انگلینڈ میں انہوں نے شائع کرنی چاہی ہے یہ کلمات دعائیہ مرقوم ہیں۔ انگریز جن کی شائستہ اور مہذب اور بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کرکے اس بات کے لئے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم اُن کے دین و دُنیا کے لئے دلی جوش سے بہبودی اور سلامتی چاہیں تا اُنکے گورے و سپید مُنہ جس طرح دُنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں فنسئل اللہ تعالیٰ خیرھم فی الدنیا والآخرۃ۔ اللھم اھدھم وایدھم بروح منک واجعل لھم حظا کثیرا فی دینک۔ الخ"

نقل مُراسلہ

(ولسن صاحب) نمبر ۳۵۳

تہور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان حفظہٗ

عریضہ شما مشعر بر یاد دہانی خدمات و حقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور اینجانب در آمد ما خوب میدانیم کہ بلاشک شما و خاندان شما از ابتدای دخل و حکومت سرکار انگریزی جان نثار و وفا کیش ثابت قدم ماندہ اید و حقوق شما در اصل قابل قدر اند بہر نہج تسلی و تشفی دارید سرکار انگریزی حقوق و خدمات خاندان شما را ہرگز فراموش نخواہد کرد بموقع مناسب بر حقوق و خدمات شما غور و توجہ کردہ خواہد شد باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و جان نثار سرکار انگریزی بمانند کہ دریں امر خوشنودی سرکار و بہبودی شما متصور است۔ فقط

المرقوم ۱۱-جون ۱۸۴۹ء مقام لاہور۔ انارکلی

نقل مُراسلہ

(رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور)

تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان بعافیت باشند۔

از آنجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کی رفاقت و خیر خواہی و مدد دہی سرکار دولتمدار انگلشیہ درباب نگاہداشت سواران و بہم رسانی اسپان بخوبی بمنصۂ ظہور پہنچی اور شروع مفسدہ سے آجتک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے۔ اور باعث خوشنودی سرکار ہوا لہٰذا بجلدوی اس خیر خواہی و خیر سگالی کے خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا باظہار خوشنودی سرکار و نیک نامی و وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے

مرقوم تاریخ ۲۰-ستمبر ۱۸۵۸ء۔

نقل مُراسلہ

(فنانشل کمشنر پنجاب)

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہٗ۔

آپ کا خط ۲-ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ حضور اینجانب میں گذرا مرزا غلام مرتضیٰ صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہم کو بہت افسوس ہوا مرزا غلام مرتضیٰ سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا ہم آپ کی خاندانی خدمات کے لحاظ سے اسی طرح پر عزت کرینگے جس طرح تمہارے باپ وفادار کی کیجاتی تھی۔ ہم کو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہے گا۔ المرقوم ۲۹-جون ۱۸۷۶ء۔

الراقم۔ سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر فنانشل کمشنر پنجاب۔ (باقی آئندہ)

دارالامان کا ہفتہ

۱- حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت اور خدام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

۲- فاضل امروہی واپس تشریف لے آئے اور اپنے فرائض منصبی نائب ناظم مقبرہ بہشتی ادا کر رہے ہیں۔

۳- موسم میں برسات کا رنگ شروع ہو گیا اس ہفتہ بارش ہو گئی ہے۔

تازہ الہامات

۲۰ جولائی ۱۹۰۷ء- ۱- انی مع الرسول اقوم وارُوم ما یروم-

ترجمہ۔ میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ اور اس بات کا قصد کروں گا جس کا وہ قصد کرے۔

۲- کشفی رنگ میں مغز بادام دکھلائے گئے اور کشف کا غلبہ اس قدر تھا کہ میں اُٹھا کہ بادام لوں۔

۳- رب ارنی حقائق الاشیاء-

ترجمہ۔ اے میرے رب اب مجھے اشیاء کے حقایق دکھلا۔

۴- ایسوسی ایشن

ناتجربہ کار ایڈیٹر اخبار

ہمعصر انڈین پیپل لکھتا ہے کہ اکثر اخبارات جو حال ہی مشکلات کا شکار ہوئے ہیں ناتجربہ کار لڑکوں کے ہاتھ میں ہیں۔ چنانچہ اخبار انڈیا اور ہندوستان کے ایڈیٹر بھی جو اسوقت سڈیشن کے الزام میں ماخوذ ہیں بہت ہی نوعمر ہیں جنہیں اخبار نویسی کا کوئی سابقہ تجربہ نہیں۔ اور کہ اخبار جگنتری بھی جس پر عنقریب مقدمہ چلنیکو ہے چند لونڈوں کی ایڈیٹری میں نکلتا ہے مسٹری بنگالی ایڈیٹر اسقدر کم من ہے کہ ہنوز اپنے باپ کی گارڈین شپ میں گویا قانوناً نابالغ ہی شمار ہوتا ہے۔ اسے ابھی اتنا بھی شعور نہیں کہ اخبار نکالنے سے قبل حسب ضابطہ ڈیکلریشن ہی داخل کرنا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں اخبار نویسی ایک خطرناک کام ہی ہے الغرض انقلاب خیز لٹریچر اشاعت پذیر تو یورپ میں بھی ہوتا ہے مگر خفیہ خفیہ۔ گویا ہمعصر مذکور کے نزدیک ہندوستان میں ایسی تحریرات کا شائع ہونا اور پھر کھلے خزانے شائع ہونا اُن کے لکھنے والوں کی ناتجربہ کاری پر دال ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ مفسدانہ وقائع نگار کا یہ ڈیفنس معقول پسند حامیان امن کی نظروں میں کہانتک وقعت حاصل کر سکیگا لیکن ہمکو اسپر ضرور حیرت ہے کہ اگر آج کل کا انقلاب خیز لٹریچر بچوں کے ہی ہاتھ سے نکلتا ہے تو امید ورت کی بوڑھے بوڑھے ایجیٹیٹر کیوں ان کے حامی کار ہو رہے ہیں اور جلسوں میں نہایت جوش و خروش کے ساتھ انقلابی خیالات پر زور دیتے ہیں۔ اور پھر ان طفلانہ خرافات سے عام بے چینی و بدامنی کس طرح پھیل جاتی ہے جیسے انڈیا کے وہ پختہ مغز نجات دہندے جنگ گرگ باران دیدہ اور ساتھ ہی لیڈرز آف دی نیشن ہونے میں ذرا بھی شبہ نہیں ہو سکتا کس مصلحت سے چپ چاپ کھڑے دیکھتے رہتے ہیں کیا بچوں میں مچی ڈال کر یا ان لونڈوں کو آگے کر دینا اور آپ الگ رہنا بہادروں اور محب وطن فدائیان قوم کا کام ہے۔ اگر ان سب باتوں سے قطع نظر کریں تو بھی انڈین پیپل کا یہ دردمند مشورہ نہایت پر خطر معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب انگیز لٹریچر کی اشاعت کا جو طریق یورپ میں جاری ہے وہی یہاں بھی مروج ہو۔ تب پرجوش نوجوان پارٹی بے کھٹکے ملک کی خدمت کر سکتی ہے جیسے کہ یہاں بھی

آریہ سماج میں بہت لوگ کس لئے شامل ہوتے ہیں

لالہ منشی رام صاحب اس سوال کا جواب اپنے اخبار ستہ دھرم پرچارک مطبوعہ ۰۷۔ اساڑھ سمت ۱۹۶۳ میں اسطرح دیتے ہیں:

"کوئی بڑی عمر تک بیوی نہ ملنے کے باعث صرف اس امید پر ہی آریہ سماج کا ممبر بنا ہے کہ بہواہ ہوا دکیہ کے دو نہ صرف اپنا گھر ہی بسا لیگا۔ بلکہ دُنیا میں ریفارمر کا اعلےٰ منصب بھی گرہن کر سکیگا۔ کوئی شرادھ وغیرہ دیگر قسم کے خرچوں کے بوجھ سے تنگ آکر آریہ سماج کا سہاسد بن جاتا ہے۔ کوئی صرف پیدائشی قوم کی قیدوں سے چھوٹنے کے لئے ہی آریہ سماج کی شرن میں آتا ہے۔ وغیرہ۔ جہاں ہزاروں اس قسم کے آریہ سماجی دکھائی دیتے ہیں۔ وہاں سوکشم درشٹی سے دیکھنے پر بیسیوں ایسے آریہ پرش ملیں گے جن کے لئے ویدک دھرم کا گرہن اور اس کے مواقف آچرن زندگی اور موت کا سوال ہے۔"

اس انتخاب میں ہم نے ہزاروں کا لفظ جلی اور لالہ جی کے ہندی الفاظ کا ترجمہ بلیس اردو میں کر دیا ہے۔ اگر لالہ جی اپنی "سوکھشم درشٹی" سے دیکھے ہوئے "بیسیوں" سچے آریہ سماجیوں کی فہرست بھی کبھی شائع کر دیں تو وہ بھی ایک دلچسپ مطالعہ ہو سکتا ہے۔

آریہ سماج کے جلسے

اسی اخبار میں لالہ منشی رام صاحب لکھتے ہیں کہ "میرے پاس آریہ بھائیوں کے پتر آرہے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب کے کچھ ضلعوں میں آریہ سماج کے) سماوہارن اور اپاسنا کے جلسوں پر بھی سندیہ درشٹی ڈالی جاتی ہے۔"

لالہ منشی رام جی کا نسخہ

"ویدک دھرم کا پرچار بالکل بند ہوتا نظر آتا ہے۔ اس کا علاج کیا کریں" کا مذکورہ بالا سوال لکھ چکنے کے بعد لالہ منشی رام صاحب اس کا جو "علاج" تحریر فرماتے ہیں اُس کا مطالعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ آپ اس مضمون میں آگے چل کر لکھتے ہیں۔

"تمہارا پرشن ٹھیک ہے۔ اب کیا کریں؟ پہلا کرتویہ تمہارا یہ ہے کہ سنسار کی بڑی سے بڑی شکتیوں کی دھمکی سے ہی سہمت نہ ہوتے ہوئے اپنے پوتر آریہ سماج سمندر میں آنے سے کبھی مت شنکا کرو۔ یدی تمہارے دل میں بزدلی کی دہل ہو تو اُس کا کارن سوچو۔ ننانوے فیصدی حالتوں میں تمہارا بھیرو پن (بزدلی) تمہارے نت کرم

سے (ا) لیکن لالہ صاحب خود اپنی اس نصیحت پر کہاں تک کاربند ہونے کے واسطے تیار ہیں۔ اُس کا پتہ اُنکی اس تحریر کے دوسرے حصہ سے ملتا ہے کہ جہاں پر لالہ صاحب لکھتے ہیں "دوسری چیز میں نہیں جانتا کتنا اپنے دشمنوں میں تسلیم کر لیا ہے کہ جس دن راج کرمچاریوں (احکام) کے آگے منتوں (دعاؤں) کے کارن ویدک دھرم کا پالن سوتنتر وشنو کی سرتاج پرش گور نمنٹ کے راج میں کٹھن ہو جائیگا۔ اسی دن اس بھومی کو تیاگ کر کسی ایسی گورنمنٹ کی

: پالن کرسکیا پریام دلیچہ اپریت ہو کا سب ....
اربیہ گرو۔ اس سے بل آئیگا۔ اور پھر سب پرکار کے کشٹوں کو برداشت پوربک سہن کر سکو گے۔"

لالہ صاحب کے مجوزہ نسخہ کے خاص الفاظ کو ہم نے جلی کر دیا ہے۔

لالہ صاحب کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گُستفت انسانی فطرت اور تش آتما کی شکتیوں کے سچے گیان سے بے بہرہ ہیں۔ لالہ صاحب ذرا سوچیں کہ اسوقت بھی آریہ نہیں نہیں تو ہند وہیں ایسے شخص ہزاروں کیا شاید لاکھوں کی تعداد میں ملیں گے کہ جو دو نہیں۔ بلکہ تین تین وقت سندھیا کرتے ہیں۔ مگر انکی دردشا کا کیا حال ہے؟ اور دور کیوں جاتے ہیں۔ اب تک خود آریہ سماجیوں سے کیا کیا ہے۔ انہوں نے ہوم کا دھواں اڑانے اور سندھیا کے منتر اچارن کرنے کا نام ہی تو دھرم سمجھ رکھا ہے۔ لیکن تیس برس کے تجربہ سے اس ساری کریا نے کیا پھل دکھایا ہے۔ اور دور نہ جایئے خود دیانند اینگلو ویدک کالج کے اندر سندھیا کا خوب گھونٹا چڑھایا جاتا ہے۔ لیکن پرنسپل اور پروفیسر صاحبان سے لیکر طالبعلموں تک میں سے کسی سے اتنا نہ ہوسکا کہ جس شخص نے اپنا جسم اپنی صحت۔ اپنا روپیہ۔ اپنی کمائی۔ اپنا دل اور اپنا دماغ بیدھڑک ہوکر اور سالہا سال تک اُن کے کالج کے لئے ارپن کیا۔ اور اپنی نہایت قابل تعریف قربانی سے نہ صرف موافقوں کی بلکہ مخالفوں کی نظر میں بھی عزت حاصل کی اسپر مصیبت کے آنے پر ایک زبانی ہمدردی اور افسوس تک کا بھی جلسہ وہ نہ کر سکے یہانتک کہ جب لالہ ہنسراج صاحب کو (کہ جو جہانتک ہمیں معلوم ہے اپنی سندھیا گایتری میں بہت باقاعدہ ہیں) لاٹ صاحب کے پاس پہنچنے کا موقع بھی ملا۔ تو انہوں نے اپنی عمر بھر کے ساتھی غمگسار دلی۔ ہمدرد اور انہیں لالہ لاجپت رائے جی کا بھولے سے ان تاتا نگا ہی ذکر تک .... نہ کیا۔ پھر کیا اس تجربہ کی بنا پر سندھیا گایتری کے جادو ٹونے سے مُردہ آتماؤں میں جان پہونچنے کی امید کیجا سکتی ہے؟ خود لالہ منشی رام صاحب ہی اپنی طرف دھیان دیں۔ کہ لالہ لاجپت رائے صاحب کے جلاوطن ہونے کے پورا ایک مہینہ اور دو دن بعد یہ کہنے کی مشکل سے جرأت ہو سکی کہ وہ بھی ہم میں سے ہی ایک تھے۔ اور باوجودیکہ لالہ صاحب اپنے تئیں ۹۰ فیصدی آریہ سماجیوں کے لیڈر ظاہر کرتے ہیں اور لالہ لاجپت رائے اور لالہ ہنسراج اور لالہ گوردھن رام کو آریہ سماج کا پکا بلکہ دھرم کرم کا ممبر تسلیم کرتے ہیں۔ مگر تاہم باوجود خود وکیل ہونے کے نہ خود لالہ صاحب اور نہ اُن کے ساتھی کثرت سے آریہ وکیل اُن لوگوں کی قانونی امداد کے لئے تیار ہوئے۔ ہاں مدد کرنا تو کہیں رہا۔ آجتک کوئی ایک جلسہ ہمدردی کا بھی کسی آریہ سماج کے اندر نہیں ہو سکا۔ کیا یہ واقعات ظاہر نہیں کرتے کہ لالہ صاحب جس بزدلی کی شکایت کرتے ہیں۔ اُس کا علاج سندھیا کے منتروں کا جادو ٹونا نہیں ہے۔ بلکہ وہ مرض بہت گہرا ہے اور اُس کا علاج بہت غور طلب ہے۔ کوئی مردہ قوم بنا زندہ شکتی کے کسی ظہور کے زندہ نہیں ہو سکتی۔ اور لالہ صاحب کو اپنی بیجا تنگدلی اور تعصب کو چھوڑ کر غور سے مطالعہ کرنا چاہئے کہ مُردوں میں زندگی ڈالنے کا کام کہاں اور کس طور سے ہو رہا ہے۔ (جیون تت)

شرن لونگا۔ جہاں مجھے اپنے پرماتما کی بھگتی اپنے وشواس کے انوسار کرنی آ سکے۔" لیکن لالہ صاحب بھول گئے کہ اگر اور لوگ بھی کہ جو شاید لالہ صاحب کی نسبت کم حوصلہ کہے جانے والے ہیں لالہ صاحب کی پیروی کر کے انگریزی راج سے باہر چلے گئے تو پھر آریہ سماج مندر کا تالا کون آکر کھولا کریگا۔ لالہ صاحب کی مثال ایک نیک

سررشتہ تعلیم پنجاب اور مسلمانوں کے حقوق

نمبر ۲

۲۸۵

ہائی سکولوں کی سکیم میں جو نوٹیفکیشن نمبری ۶۵ - ایس مجریہ ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء نمبری ایس مجریہ ۲۱ اگست سنہ الیہ کے ساتھ شائع ہوئی انگلش سٹاف کی ۱۹۶ اسامیاں جنکی مجموعی تنخواہ ۱۳۲۰۵ روپے ماہانہ تک پہنچتی ہے ہندو ماسٹروں نیز ارزانی فرمادی گئیں جس سے گویا اُن کو ۸۶۷ روپے ماہوار کی ترقی ملی۔ اسی طرح ورنیکلر ڈیپارٹمنٹ میں انہیں ۱۷۹ اسامیاں عطا ہوئیں جنکی تنخواہ ۵۴۳۴ ہوتی ہے اور رقم اضافہ ۱۵۴۱ ماہوار۔

برخلاف ازیں غریب مسلمانوں کو صرف ۱۰۲ اسامیاں ملیں جنکی رقم مشاہرہ مجموعہ ۲۸۱۰ روپے ہوئی اور میزان اضافہ فقط ۵۳۶ روپے۔ اور صیغہ ورنیکلر سے ۱۵۲ اسامیاں ان کے حصہ میں آئیں جنکی تنخواہ ۵۴۳۸ روپے تھی بمعہ ۲۲۴ روپے قوم ترقی کے۔ گویا جدید سکیم کی رو سے ۱۷۵۵۰ روپیہ کی اسامیاں ہندوؤں کو عطا ہوئیں اور ۹۶۵۵ روپے کی یعنے نسبتاً نصف سے کچھ ہی بیش مسلمانوں کے حصہ میں آئیں۔ علے ہذا قوم ترقیات کی میزان ہی ادھر ۲۱۰۸ روپے تک پہنچی اور ادھر ۱۰۷۷ روپیہ تک ہی رہی یعنی ہندوؤں کی نسبت آدھی سے ذرا زیادہ۔

ان شمار و اعداد سے پبلک یہ معلوم کرکے حیران ہوگی کہ مذکورہ بالا سکیم کے تیار کرنے میں کسقدر ناانصافی اور متعصبانہ قوم پرستی سے کام لیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس سکیم میں مسلمانوں کی فہرست کو جن جن مکروہ چالاکیوں سے طول دیا گیا ہے اس کا تو ہم گذشتہ اشاعتوں میں بہ تفصیل ذکر کر چکے ہیں۔ اب یہ امر بھی خاص دلچسپی و غور کے ساتھ قابل ملاحظہ ہے کہ ہندوؤں کو جو گرانقدر ترقیاں دینی منظور تھیں انکی رقوم و مقدار کو کم کرکے دکھلانے کے لئے اس سے بھی زیادہ بیباکی و عیاری برتی گئی۔ وہ یہ کہ بہت سے خوش نصیب ہم قوموں کو سکیم نکلنے سے تھوڑا عرصہ پہلے ہی بیش قرار ترقیاں دیدی گئیں جیسا کہ ذیل کی چند نظیروں سے معلوم ہوگا۔

۱۔ لالہ شیو دیال صاحب ماعنہ ۱۳۰ سے ترقی پاکر لدھیانہ میں ۲۰۰ ماہوار کے ہیڈ ماسٹر ہوگئے۔

۲۔ بابو بشن سنگھ صاحب کو چندماہ پہلے ہی تلو سے ایک سو تیس روپے ترقی ملی تھی مگر سکیم میں ہی انکو مزید ترقی دیکر دو سو تنخواہ کر دی گئی۔

۳۔ اسیطرح بابو بہیل سنگھ کو جو سکیم مذکور میں ڈیڑھ سو سے ترقی دیکر دو سو روپے تنخواہ کردیگئی۔ اس سے کچھ ہی پہلے وہ دس روپے ترقی پا چکے تھے۔ گویا ان کو عرصۂ قلیل میں (۱۰۰ سے ۲۰۰) ساٹھ روپے ماہوار کی ترقی ہوئی۔

۴۔ لالہ رام ناتھ ہیڈ ماسٹر جھنگ کو ۱۴۰ روپے سے ۲۰۰ ساٹھ روپے ترقی بھی ملی۔ اور تیس روپے الاؤنس بھی۔

۵۔ بھائی دسوندھا سنگھ سو روپے ماہوار سے ایک سو اسی روپے ماہوار پانے لگے۔ لالہ مندر بھان کی نظیر تو بہت ہی انوکھی اور بے مثل ہے۔ آپ نارمل سکول جالندھر میں [illegible] پاتے تھے وہاں سے [illegible] روپے ماہوار پر ہائی سکول شملہ میں بھیجے گئے (دیکھو نوٹیفکیشن نمبری (۳۰) ای مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء) اور ۱۷ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کو (بذریعہ ن نمبری ۱۸۶-ای) نارمل سکول جالندھر

ہیں ہیں۔ ۲۰ روپے ترقی پا سو روپے مشاہرہ پر تشریف لے آئے۔ گویا ڈھائی تین مہینے کی قلیل مدت میں لالہ صاحب پنتالیس ۴۵ سے سو روپیہ تک پہنچ گئے۔

اب اُن ترقیوں کو ملاحظہ فرمایئے جو اس سکیم ہی میں بدنصیب اور بے بس مسلمانوں کو دی گئیں۔ جس سے صاف پتہ لگ جائے گا کہ ہندو و مسلمانوں کے ساتھ یکساں سلوک کیا گیا ہے یا برعکس ازیں اس مثل پر عملدرآمد ہوا ہے کہ اندھا بانٹے ریوڑی پھر پھر اپنوں ہی کو دے۔ جن مسلمانوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اب کے انہیں خاص مراعات مرحمت ہوئی ہیں اُنہی میں کی چند مثالیں لیجیے۔

۱۔ مولوی حاکم علی صاحب کو باوجود ان کے تمام تر قیمتی تجربہ اور لیاقت کے جس کا وہ بحیثیت پروفیسر نیز پرنسپل کے کافی ثبوت دے چکے ہیں، ۱۴۰ سے ۲۰۰ یعنے صرف ۶۰ روپے ترقی ملی۔

۲۔ سلطان احمد صاحب بمعہ ۲۵ بھتہ سمیت ایک سو پچاس پاتے تھے اور ایک عمدہ پایہ کے ڈسٹرکٹ انسپکٹر تھے۔ مگر سکیم میں ان کو مارعنہ ۲۰۰ کی تھرڈ ماسٹری ملی۔ حالانکہ کوہاٹ ہائی سکول میں وہ کئی سال تک ہیڈ ماسٹری کر چکے تھے۔

۳۔ مسٹر خورشید ۳۰ بھتہ سمیت ایک سو پچاس پاتے تھے۔ اور آپ بڑے تجربہ کار اور قابل ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہیں۔ مگر صرف دس روپے اضافہ کے مستحق ٹھہرے (یعنے ۱۵۰ سے ۱۶۰ روپے)

۴۔ اسی طرح شیخ نیاز علی بھی ایک لائق اور اچھے ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہیں انہیں بھی اس سکیم میں دس ہی روپے ترقی عطا ہوئی (۱۳۰ سے ۱۴۰ روپے) اس کے مقابلہ میں بابو بشن سنگھ جی کی خوش قسمتی دیکھئے آپ بھی آخرالذکر تینوں مسلمانوں کیطرح جن کو ترقی معکوس یا خفیف ترقیاں ملی ہیں۔ ایک معمولی ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہی ہیں بلکہ سبارڈی نیٹ ایجوکیشنل سروس میں ان تینوں سے جونیئر ہیں۔ سال بھر کے قلیل عرصہ میں سو روپے سے دو سو روپے ماہوار ترقی پا گئے اور ۳۰ بھتہ مزید برآں جو پہلے ملتا تھا اور غالباً اب بھی ملتا ہوگا۔

۵۔ خان احمد حسن خاں جو اس سررشتہ کے کام میں گویا تمام عمر کا تجربہ رکھتے ہیں ۱۴۰ روپے سے ۱۶۰ کے ہوگئے۔

۶۔ مسٹر فضل حسین کو جو علاوہ ایم۔ اے ہونے کے ایک ممتاز و مستعد اور ہوشیار ڈسٹرکٹ انسپکٹر بھی ہیں ما ۱۴۰ سے ایک سو ساٹھ روپے ملنے لگے۔

۷۔ ایم۔ فتح دین بھی ۱۲۰ سے ۱۶۰ روپے تک پہنچے۔

۸۔ ایم غلام محمد کو سو روپے سے ایک سو چالیس یعنے ۴۰ ترقی ملی۔

کلہم یہ چند ترقیاں ہیں جنہیں ذرا ظہور وقعت و اہمیت دیجا سکتی ہے اور جن کے مسلمانوں کے حصہ میں آنے کیوجہ سے ہندو پریس اپنا گلا پھاڑے ڈالتا تھا۔ ان گنتی کی چند اور قلیل المقدار ترقیات بالمقابل وہ ترقیات دیکھکر غور کیجئے جو ہندوؤں کو اسی زمانہ میں ملیں۔ کیا دونوں پر ایک ساتھ نظر ڈال کر کوئی ایماندار اور منصف مزاج آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ ذیل کی ترقیوں میں از راہ جنبہ داری و قوم پرستی خوب فراخ دلی سے کام نہیں لیا گیا۔

نمبر	نام	تنخواہ سابقہ		تنخواہ بعد ترقی	
۱	لالہ شیو دیال	تنخواہ سابقہ ۱۲۰ روپے		تنخواہ بعد ترقی ۲۰۰ روپیہ	
۲	بابو سہیل سنگھ	〃 ۱۵۰	〃	۲۰۰	〃
۳	لالہ گوکل چند ہیڈ ماسٹر راولپنڈی	〃 ۱۴۰	〃	۲۰۰	〃
۴	لالہ گوکل چند ہیڈ ماسٹر جالندھر	〃 ۱۶۰	〃	۲۰۰	〃
۵	لالہ جیا رام	〃 ۱۶۰	〃	۲۰۰	〃
۶	بھائی دسوندھا سنگھ	〃 ۱۰۰	〃	۱۴۰	〃
۷	لالہ سندر داس بہل	〃 ۲۲۵	〃	۲۵۰	〃
۸	لالہ رام ناتھ	〃 ۱۴۰	〃 (۳۰ بھتہ) 〃	۲۰۰	〃
۹	لالہ پربھو دت	〃 ۶۰	〃 سے	۱۰۰ روپیہ گورداسپور میں	

ایک اور عجیب بات بھی سننے کے قابل ہے جس سے ہندو عملہ بااختیار کی ایمانداری و نیک نیتی کا پتہ چلتا ہے ہائی سکولوں میں ہیڈ ماسٹری کی اسامی پر مسلمان بیچارے اول تو ہیں ہی برائے نام۔ خال خال۔ لیکن یہ لوگ ہمہ وقت ان کی بھی تاک میں لگے رہتے ہیں۔ بقول شخصے "آنکھ بھی مال دوستوں کا" ان گنتی کے چند میں سے ایک کی پچھلے دنوں خالی ہوئی تھی جھٹ ایک ہندو کے حصہ میں آگئی۔ برخلاف ازیں ہندو ہیڈ ماسٹرز کی اسامیاں کسقدر محفوظ ہیں کہ خالی ہونے پر بھی گھر کے گھر ہی میں رہتی ہیں۔ جیساکہ ذیل کی مثالوں سے معلوم ہوگا کہ قائم مقامی کے لئے بھی صوبہ بھر میں ہندو ہی رہ گئے تھے۔ اگر کوئی مسلمان اس قابل ہوتا تو یہ عزت اُسے دیجاتی۔ وہ تو بدنصیبی سے ایسے گئے گذرے ہیں کہ ڈسٹرکٹ انسپکٹری سے بے گناہ ڈیگریڈ ہو کر بھی ہیڈ ماسٹری کے لائق نہیں سمجھے جاتے۔ بلکہ تھرڈ ماسٹری ماسٹری پر پھینکے جاتے ہیں۔ چنانچہ سلطان احمد صاحب کی نظیر مذکورہ سے ظاہر ہے وہ مثالیں یہ ہیں۔

۱۔ راولپنڈی میں لالہ گوکل چند سک لیو (رخصت بیماری) پر ہیں تو لالہ کرم چند سیکنڈ جو در اصل ۱۴۰ کے گریڈ میں ہیں اور عارضی طور پر ۱۶۰ کے درجہ میں ۲۰۰ روپے کے گریڈ میں قایم مقامی کر رہے ہیں ۱۶۰ روپے کے گریڈ میں نو شخص اُن سے سینیر موجود تھے۔ مگر ان میں سے کسی کو دو سو کا گریڈ نہیں ملا۔ نیز یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ قائم مقام لالہ صاحب صرف ایک انڈر گریجوایٹ ہیں۔ (دیکھو نمبر ۶۵۵ رجسٹر آف ایجوکیشن)

۲۔ جھنگ کے پنڈت رام ناتھ درجہ دوسو روپے میں آجکل ہوشیارپور میں ہیں (۹) انکی جگہ لالہ بھگوانداس کام کر رہے ہیں حالانکہ وہ صرف ۱۲۰ روپے کے گریڈ میں ہیں۔ اور اُن سے اوپر پانچ اور مستحق موجود تھے۔ جن میں کا ایک تو ۱۲۰ روپے ہی کے گریڈ میں ہے اور چار شخص ۱۴۰ کے درجہ میں ہیں اور ان لالہ صاحب کی اپنی اسامی جھنگ کی سیکنڈ ماسٹری ہے۔

۳۔ منٹگمری بابو سہیل سنگھ (۲۰۰ روپے کے گریڈ میں) ان دنوں اسسٹنٹ انسپکٹری کا کام کر رہے ہیں۔ اور لالہ گردھاری لال سیکنڈ ماسٹر گجرات انکی جگہ پر اجنٹے ہیں حالانکہ یہ ۱۲۰ روپے کے گریڈ میں ہیں اور تین مسلمان ان سے سینیر ۱۴۰ کی گریڈ میں موجود تھے

۴۔ اسی طرح بھیرہ کے ہیڈ ماسٹر لالہ گوکل چند (۲۰۰ کے گریڈ میں) ان دنوں جالندھر گئے ہوئے ہیں۔ اور لالہ برج بہاری لال انکی قائمقامی کر رہے ہیں۔

۵۔ ریواڑی کے مستقل ہیڈ ماسٹر درجہ ۱۵۰ کے لالہ کدار ناتھ اسوقت طویل رخصت پر ہیں۔ اور لالہ رام پرشاد کھوسلہ جو اپریل ۱۹۱۶ء تک سوروپیہ کے گریڈ میں تھے اب انکی جگہ ۱۵۰ روپیہ پا رہے ہیں۔

ماسٹروں کی لسٹ دیکھنے سے پایا جاتا ہے کہ فی الحال ۲ مسلمان ۱۲۰ کے گریڈ میں ہیں ۳ مسلمان ۱۶۰ کے درجہ میں۔ ۳ کس ۱۴۰ کے اور ۲ شخص سو روپے کے درجہ میں۔ کیا واقعی ان میں سے ایک بھی اس قابل نہ تھا کہ اُسے ہیڈ ماسٹری کے منصب پر قائم مقامی تک کی عزت دیجاتی اور کیا یہ بین واقعات اور اعداد اس بات کا زبردست و مسکت ثبوت نہیں ہیں کہ ہندو عملہ والے مسلمانوں کی حق تلفی کا ٹھیکہ اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور ان کا ذرا بھی اُبھرنا یا فلاح پانا انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتا۔

اس عنوان کے ماتحت ابھی بہت سی اہم باتوں کا انکشاف باقی ہے امید ہے کہ پبلک اور حکام اس سلسلہ کو بغور ملاحظہ فرماتے رہیں گے

قصیدہ بہ صنعت توشیح دربار حضور میں پڑھا گیا

حرف	مصرع اول	حرف	مصرع ثانی
ج	جب وہ کہ پیر طریقت مرتبہ دان سخن	ن	نام نے پیر لکھ تو ابدال حق مخفی زمن
ا	اوس ہمایوں نام کا ہر حرف ہے مثل ہما	ب	بر سر بر مصرع موزوں سدا سایہ فگن
ح	حضرت اقدس کی تربت ہے بہشتی مقبرہ	ض	ضامن اوقال جنت ہے بفضل ذوالمنن
د	روز و شب تسبیح خواں ہیں داں ہزار ذہیر ملک	ت	تار سبحہ قدسیوں کا ہوگا بر تار کفن
ا	احمد ثانی کی خاطر ذات حق نے دیکھئے	م	ماہ رمضان میں لگایا چاند سورج کو گہن
ا	آج وقت خاص میں تشریف لائے ہیں امام	م	ملت اسلام کی عزت ہے یہ فخر زمن
ا	اے عدو اس شیر یزداں کے مقابل پر تو دیکھ	ل	لاش ہو جاتی ہے کسکی طعمہ زاغ و زغن
ذ	زندگی بخش دم عیسیٰ ہے ان کا خوش کلام	م	ہاں لے عیسیٰ احمد ہے عجب شیریں سخن
ا	اے شقی اللہ سے ڈر بد زبانی چھوڑ دے	ن	نیش کژدم سے گئی کی بد زباں زیر کفن
غ	غمزہ چشمان مست و نیم وا سے صبح و شام	ل	لطف بخش چشم نرگس آنکھ ہے سیر چمن
ا	آپ کے آنے سے پہلے تھی مسلمانوں میں ہوم	م	مہدی خونی رہے آئیگا جو ہوگا تیغ زن
ا	آپ نے آتے ہی فرمایا کہ وحشی مت بنو	ح	حالت اپنی دیکھو اور ڈالو گریباں میں دہن
م	مو بمو سودا ہے یہ سر سے نکالو جلد اسے	د	دلمیں سمجھ جاؤ تمہارا ہے اک دیوانہ پن
ق	قل ہو اللہ احد کی دل میں عظمت چاہئے	ا	اہل دل بے جرم کیوں ہو قاتل ہر مرد و زن
د	دینداری ہے کہاں خونخوار ہے خلق خدا	ی	یہ عقیدہ ہے غلط اے عالمو بے شبہ و ظن
ا	ایسے محسن بادشاہ ہوں سے بغاوت ہے حرام	ن	نظم ملکی میں جو ہوں ہر دم معین خستہ تن
ی	یہ حکومت ہو سدا قایم الٰہی یوں کہو	ع	عین حکم آیت قرآن ہے دیکھو اے جان من
ل	لطف ہے دنیا و دین کے شاہ کی تعظیم میں	ی	یاد رکھو سرکشی ہے باعث رنج و محن
ہ	لہ دیئے برحق کی قبضہ میں ہے وہ تیغ قلم	ا	آبرو دین کی بڑھی جس سے کہ ہے وہ تیغ کن
ل	لم یزل سے ہے سلامت خاص تا دور فلک	س	سلسلہ ہیگا احمد کا بحق بیخ تن
ل	لے کے حرف ذہن سے تا یا ثنا نی خوش حرف	ا	اسم الہامی جمل میں دیکھ یہ مخصوص زمن
م	مہدی آخر زماں کے نام پر قربان ہوں		بس یہ مقصد ہے مرا اے صاحب خلق حسن

(مصنف دعاگو خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ خاکسار سید قربان علی معافی دار ریاست مالیر کوٹلہ عفی عنہ۔ فقط۔